چھٹا دن

آیات:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِكَاف (ترجمہ: میں نے سنّتِ اعتکاف کی نیت کی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قریب قریب آکر درس کی تعظیم کی نیّت سے ہوسکے تو دوزانو بیٹھ جایئے اگر تھک جائیں تو جسطرح آپ کو آسانی ہو اُسی طرح بیٹھ کر نگاھیں نیچی کیے توجُّہ کے ساتھ فیضانِ سُنَّت کا دَرس سنئے کہ لاپرواھی کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے، زمین پر اُنگلی سے کھیلتے ہوئے، لباس بدن یا بالوں وغیرہ کو سَہلاتے ہوئے سُننے سے اسکی بَرَکتیں زائل ہونیکا اندیشہ ہے۔

عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اَہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ضیائے دُرود وسلام میں فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نقل فرماتے ہیں، ''جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنَّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہَداء کے ساتھ رکھے گا۔ (مجمع الزوائد ج ١٠ ص ٢٥٣ رقم الحدیث ١٧٢٩٨)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

وَ اتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْــٴًـا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی اور نہ کافر کے لئے کوئی سفارش مانی جائے اور نہ کچھ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی مدد ہو۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی دوسرے کی طرف سے بدلہ نہ دے گی اور نہ کوئی سفارش مانی جائے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

{لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْــٴًـا: کوئی جان کسی دوسرے کی طرف سے بدلہ نہ دے گی۔} یعنی اے بنی اسرائیل! قیامت کے اس دن سے ڈرو جس دن کوئی بھی شخص کسی کافر کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ کافر کے بارے میں کسی کی کوئی سفارش مانی جائے گی اور نہ اس کافر سے جہنم کے عذاب سے نجات کے بدلے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کفار سے اللّٰہ تعالیٰ کا عذاب دور کر کے ان کی مدد کی جائے گی۔

(روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۴۸، ۱/۱۲۶-۱۲۷)

شفاعت کی امید پر گناہ کرنے والا کیسا ہے؟

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کافر کو نہ کوئی کافر نفع پہنچا سکے گا اور نہ کوئی مسلمان، اس دن شفاعت صرف مسلمان کیلئے ہو گی جیسا کہ دیگر آیات میں بیان ہوا البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ شفاعت کی امید پر گناہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اچھے ڈاکٹر کے مل جانے کی امید پر کوئی زہر کھالے یا ہڈیوں کے ماہر ڈاکٹر کے ملنے کی امید پر گاڑی کے نیچے آکر سارے بدن کی ہڈیاں تڑوالے۔

وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ

مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کروجب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر بُرا عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی یا بڑا انعام۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی جو تمہیں بہت برا عذاب دیتے تھے، تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔

{وَاِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ: اور جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی۔} اس سے پہلی آیات میں بنی اسرائیل پر کی گئی نعمتوں کا اجمالی طور پر ذکر ہوا اور اب یہاں سے ان نعمتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میری وہ نعمت یاد کرو کہ جب ہم نے تمہیں فرعون کی پیروی کرنے والوں سے نجات دی جو تمہیں بہت برا عذاب دیتے تھے۔ فرعون نے بنی اسرائیل پر نہایت بے دردی سے محنت و مشقت کے دشوار کام لازم کر رکھے تھے، پتھروں کی چٹانیں کاٹ کر ڈھوتے ڈھوتے ان کی کمریں اور گردنیں زخمی ہو گئی تھیں، غریبوں پر ٹیکس مقرر کئے ہوئے تھے جو غروب آفتاب سے قبل جبراً وصول کئے جاتے تھے اور جو ٹیکس نہ دے پاتا اسے سخت سزائیں ملتی تھیں۔ (تفسیر کبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۴۹، ۱/۵۰۴-۵۰۵)

اس فرعونیت کا کچھ نمونہ ان مسلمان ممالک میں دیکھا جاسکتا ہے جہاں کفار نے پنجے گاڑ کر مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں اور مسلمانوں کیلئے عقوبت خانے اور خصوصی جیلیں بنا رکھی ہیں۔

فرعون کا مختصر تعارف:

جس طرح فارس کے بادشاہ کا لقب کسریٰ، روم کے بادشاہ کا قیصر اور حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی تھا اسی طرح قِبطی اور عَمالِقہ قوم سے تعلق رکھنے والے، مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون ہوتا تھا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانہ کے فرعون کا نام ولید بن مُصْعَبْ بن رَیان تھا اور اس آیت میں اُسی کا ذکر ہے۔ اس کی عمر چار سو سال سے زیادہ ہوئی، نیز اس آیت میں آلِ فرعون سے اس کے پیروکار مراد ہیں۔ {یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ: وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے۔} فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ آئی اور اس نے مصر کو گھیر کر تمام قبطیوں کو جلا ڈالا جبکہ بنی اسرائیل کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اس خواب سے اسے بڑی وحشت ہوئی، کاہنوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کی تباہی کا سبب بنے گا۔ یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو، اُسے قتل کر دیا جائے۔ (روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۴۹، ۱/۱۲۹)

یوں ہزاروں کی تعداد میں بچے قتل کئے گئے۔ قدرتِ الٰہی سے اس قوم کے بوڑھے جلد مرنے لگے تو قبطی سرداروں نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ ایک طرف بنی اسرائیل میں موت کی کثرت ہو گئی ہے اور دوسری طرف ان کے بچے بھی قتل کئے جا رہے ہیں، اگر یہی صورت حال رہی تو ہمیں خدمتگار کہاں سے ملیں گے؟ اس پر فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کئے جائیں اور ایک سال چھوڑ دیئے جائیں

تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ولادت ہوئی۔ یہ واقعہ سورۂ قصص کے پہلے رکوع میں کافی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

{وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ: اور اس میں آزمائش تھی۔} "بلا" امتحان و آزمائش کو کہتے ہیں اور آزمائش نعمت سے بھی ہوتی ہے اور شدت و محنت سے بھی۔ نعمت سے بندے کی شکر گزاری اور محنت و مشقت سے اس کے صبر کا حال ظاہر ہوتا ہے۔ اس آیت میں اگر " ذَالِکُمْ " کا اشارہ فرعون کے مظالم کی طرف ہو تو "بلا" سے محنت و مصیبت مراد ہو گی اور اگر ان مظالم سے نجات دینے کی طرف اشارہ ہو تو "بلا" سے نعمت مراد ہو گی۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچالیا اور فرعون والوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا

ترجمۂ کنزالعرفان: اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا تو ہم نے تمہیں بچالیا اور فرعونیوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے غرق کردیا۔ {وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ: اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا پھاڑ دیا۔} یہ دوسری نعمت کا بیان ہے جو بنی اسرائیل پر فرمائی کہ انہیں فرعونیوں کے ظلم و ستم سے نجات دی اور فرعون کو اس کی قوم سمیت ان کے سامنے غرق کردیا جس کا مختصر واقعہ یہ

ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حکمِ الٰہی پر رات کے وقت بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے۔ صبح کو فرعون ان کی جستجو میں ایک بھاری لشکر لے کر نکلا اور انہیں دریا کے کنارے پر پالیا، بنی اسرائیل نے فرعون کے لشکر کو دیکھ کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فریاد کی، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا پر اپنا عصا مارا۔اس کی برکت سے عین دریا میں بارہ خشک راستے پیدا ہوگئے اور پانی دیواروں کی طرح کھڑا ہوگیا اور ان آبی دیواروں میں جالی کی مثل روشندان بن گئے۔ بنی اسرائیل کی ہر جماعت ان راستوں میں ایک دوسری کو دیکھتی اور باہم باتیں کرتی گزر گئی۔ فرعون بھی اپنے لشکر سمیت ان دریائی راستوں میں داخل ہوگیا لیکن جب اس کا تمام لشکر دریا کے اندر آگیا تو دریا اپنی اصلی حالت پر آیا اور تمام فرعونی اس میں غرق ہوگئے اور بنی اسرائیل دریا کے کنارے فرعونیوں کے غرق کا منظر دیکھ رہے تھے۔(قرطبی، البقرة، تحت الآیة: ۵۱، ۳۱۹/۱۸/۱، بیضاوی، البقرة، تحت الآیة: ۵۱، ۳۲۲/۱، ملتقطاً)

انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ہونے والے انعام کی یادگار قائم کرنا سنت ہے:

فرعونیوں کا غرق ہونا محرم کی دسویں تاریخ کو ہوا اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس دن شکر کا روزہ رکھا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے؟ یہودیوں نے عرض کی: یہ نیک دن ہے، یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس دن روزہ رکھا تھا۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''تمہاری

نسبت موسیٰ سے میرا تعلق زیادہ ہے' چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس دن روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (بخاری' کتاب الصوم' باب صیام یوم عاشورائ' ۶۵۶/۱' الحدیث : ۲۰۰۴' مسلم' کتاب الصیام' باب صوم یوم عاشورائ' ص ۵۷۲' الحدیث : ۱۲۸ا(۱۱۳۰))

البتہ صرف دس محرم کا روزہ نہ رکھا جائے بلکہ اس کے ساتھ آگے یا پیچھے ایک روزہ ملایا جائے جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُماسے مروی ہے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: عاشوراء کے دن کا روزہ رکھو اور اس میں یہودیوں کی مخالفت کرو' عاشوراء کے دن سے پہلے یا بعد میں ایک دن کا روزہ رکھو۔ (مسند امام احمد' ۵۱۸/۱' الحدیث : ۲۱۵۴)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جو انعامِ الٰہی ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور شکر بجالانا سنت ہے اگرچہ کفار بھی اس یادگار کو قائم کرتے ہوں۔

نیکی کی دعوت

ابلیس کی بیٹی

حضرت سیِّدُ نا علی خوَّاص رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: دنیا ابلیسِ لعین (یعنی لعنتی شیطان) کی بیٹی ہے اور اس (یعنی دنیا) سے مَحَبَّت کرنے والا ہر شخص اُس کی بیٹی کا خاوَند ہے، ابلیس اپنی بیٹی کی وجہ سے اُس دنیادار شخص کے پاس آتا جاتا رہتا ہے، لہٰذا میرے بھائی! اگر تم شیطان سے محفوظ رَہنا چاہتے ہو تو اُس کی بیٹی (یعنی دنیا) سے رشتہ قائم نہ کرو۔ (اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃ ج ۱ ص ۱۹)

دنیا میٹھی سرسبز ہے

رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ معظَّم ہے: دنیا میٹھی سرسبز ہے، جو اس میں حلال طریقے سے مال کماتا ہے اور صحیح حُقُوق میں خرچ کرتا ہے اللہ عزوجل اُس کو ثواب عطا فرمائے گا اور اُس کو جنّت میں داخِل فرمائے گا اور جو اس میں حرام طریقے سے مال کماتا ہے اور اس کو غیرِ حق میں خرچ کرتا ہے، اللہ عزوجل اس کو دارُ الْھَوَان (یعنی ذلّت کے گھر) میں داخل فرمائے گا۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج ۴ ص ۳۹۶ حدیث ۵۵۲۷) حضرتِ علّامہ عبدُالرّؤف مناوی علیہ رحمۃاللہ القوی اس حدیثِ پاک کے تحت "فیضُ القدیر" میں تحریر فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ دُنیا فی نفسہٖ (یعنی دراصل۔ فی الحقیقت) مذموم نہیں ہے چونکہ یہ آخِرت کی کھیتی ہے، اس لئے جو شخص شریعت کی اِجازت سے دُنیا کی کوئی چیز حاصل کرے تو یہ چیز آخِرت میں اُس کی مدد کرتی ہے۔ (فیضُ القدیر ج ۳ ص ۷۲۸ تحتَ الحدیث ۴۲۷۳)

حُسنِ گلشن میں سَراسَر ہے فریب اے دوستو!
دیکھنا ہے حُسن تو دیکھو عرب کے ریگزار

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صلَّى اللهُ تعالىٰ علىٰ محمَّد

دنیا کے تین بہترین کام

سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ملعون (یعنی لعنتی) ہے سوائے نیکی کا حکم دینے یا برائی سے منع کرنے یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرنے کے۔ (اَلْجامِعُ الصَّغِیر ص۲۶۰ حدیث ۴۲۸۲) حضرتِ علامہ عبدُالرّؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت "فیض القدیر" میں تحریر فرماتے ہیں: بلاشبہ یہ کام (یعنی نیکی کا حکم کرنا، برائی سے منع کرنا اور ذِکر اللّٰہ) اگرچہ دُنیا ہی میں کئے جاتے ہیں لیکن یہ دُنیاوی کام نہیں ہیں بلکہ یہ تو اعمالِ آخِرت ہیں جو کہ جنّت کی نعمتوں تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں، لہٰذا ہر وہ کام جس سے رِضائے الٰہی مقصود ہو وہ اِس لعنت سے مُستَثْنیٰ (مُس۔تَث۔نا یعنی الگ) ہے۔ (فیض القدیر ج ۳ ص ۵ ۷ ۳ تحتَ الحدیث ۴۲۸۲)

چار چیزوں کے علاوہ دنیا ملعون ہے

سلطانِ مدینہ، سُرورِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ہوشیار رہو، دنیا لعنتی چیز ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ ملعون ہے سِوائے اللہ تعالیٰ کے ذِکر اور اُس (چیز) کے جو ربّ تعالیٰ کے قریب کردے اور عالِم اور طالبِ علم کے۔ (سُنَنِ ترمِذی ج ۴ ص ۱۴۴ حدیث ۲۳۲۹)

مُفَسّرِ شَہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: جو چیز اللہ ورسول سے غافل کردے وہ دنیا ہے یا جو اللہ ورسول کی ناراضی کا سبب ہو وہ دنیا ہے۔ بال بچوں کی پرورش، غذا، لباس، گھر وغیرہ (شریعت کی نافرمانی سے بچتے ہوئے) حاصل کرنا سنّتِ اَنبیاءِ کرام ہے یہ دنیا نہیں۔ (مراٰۃ المناجیح ج ۷ ص ۱۷)

دُنیا مچھر کے پر سے بھی بڑھ کر ذلیل ہے

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! دُنیا نہایت ذلیل و حقیر ہے اِس کو اہم سمجھ بیٹھنا عَقلمندی نہیں کہ یہ تو مچّھر کے پَر سے بھی بڑھ کر ذلیل ہے۔ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفحات پر مشتمل کتاب، "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" صَفحہ 464 تا 465 پر میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ القوی دنیا کی مَذمَّت کے مُتَعلِّق فرماتے ہیں: حدیث میں ہے: "اگر دُنیا کی قدر اللہ (عزوجل) کے نزدیک ایک مچّھر کے پَر کے برابر (بھی) ہوتی تو (پانی کا) ایک گھونٹ (بھی) اس میں سے کافر کو نہ دیتا۔" (تِرمذی ج ۴ ص ۱۴۴ حدیث ۲۳۲۷) (دُنیا) ذلیل ہے (اِسی لیے) ذلیلوں کو دی گئی، جب سے اِسے بنایا ہے کبھی اِس کی طرف نظر نہ فرمائی، دُنیا، آسمان و زمین کے درمیان جَوّ (یعنی فَضا) میں مُعلَّق (یعنی لٹکی ہوئی) ہے۔ فریادو زاری کرتی (یعنی روتی دھوتی) ہے اور کہتی ہے: اے میرے رب! تُو مجھ سے کیوں ناراض ہے؟ مدّتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے: "چُپ خَبیثہ!" (پھر فرمایا) سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں۔ وہ لوگ جو دُنیا میں سونے چاندی سے مَحبَّت رکھتے ہیں قِیامت کے دن پُکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے مَحبَّت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب (یعنی پیارے بندوں) سے ایسا دُور فرماتا ہے جیسے بِلاتَشبِیہ بیمار بچے کو اُس سے مُضِر (یعنی نقصان دہ) چیزوں سے ماں دُور رکھتی ہے۔ (پارہ 15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 11 میں ارشاد ہوتا ہے) وَيَدْعُ الْاِنْسٰنُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِؕ وَكَانَ الْاِنْسٰنُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور آدمی بُرائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔

آدَمی اپنے مُنہ سے بُرائی مانگتا ہے جس طرح کہ اپنے لیے بھلائی مانگتا ہے، اللہ (عزوجل) جانتا ہے کہ (جو کچھ وہ مانگ رہا ہے) اس میں کتنا ضَرَر (یعنی نقصان) ہے (لہٰذا) یہ (بندہ) دعا مانگتا ہے اور وہ (پروردگار عزوجل بندے کو نقصان سے بچانے کیلئے اُس کی مانگی ہوئی شے) نہیں دیتا۔

(پھر فرمایا: پارہ 4 سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر 196 اور 197 میں) ارشاد ہوتا ہے:

لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ (۱۹۶) مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (۱۹۷)

تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے کافروں کا اِلٹے گیلے(۱) شہروں میں پھرنا، یہ تھوڑی پونجی ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے اور بُرا ٹھکانہ ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۴۱۲ تا ۴۱۵)

یاربّ! غمِ حبیب میں رونا نصیب ہو   آنسو نہ رائیگاں ہوں غمِ رُوزگار میں

(وسائلِ بخشش ص ۳۰۷)

غیر مسلموں کی خوشحالی عارِضی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہرگز اِس وَسوَسے کو ذِہن میں مت جمائیے کہ ہم مسلمان ہو کر دُنیا کی بہُت ساری نعمتوں سے محروم و بے حال ہیں جبکہ غیر مسلِم قومیں دُنیوی طور پر نہایت خوشحال و مالا مال ہیں۔ یقین رکھئے کہ مسلمانوں کیلئے جنّت کی اَبَدی یعنی ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں جبکہ غیر مسلموں کیلئے مرنے کے بعد کوئی راحت نہیں اور ان کیلئے آخِرت میں بھڑکتی آگ اور جہنّم کا دائمی یعنی ہمیشگی کا عذاب ہے۔ دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کے مطبوعہ ترجَمے والے پاکیزہ قراٰن، "کنزالایمان مع خزائن العرفان" صَفْحہ 904 پر پارہ 25 سورآیت نمبر 33 تا 35 میں ارشادِ ربُّ العباد عزوجل ہے:

وَلَوْلَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ (۳۳) وَلِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّكِـُٔوْنَ (۳۴) وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ (۳۵)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں(۱) تو ہم ضَرور رحمٰن کے منکِروں کے

لئے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے اور ان کے گھروں کے لئے چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت جن پر تکیہ لگاتے اور طرح طرح کی آرائش اور یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

کر مغفرت مِری تِری رحمت کے سامنے
میرے گناہ یاخدا ہیں کس شمار میں (وسائلِ بخشش ص۲۰۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مُردہ بکری

مذکورہ آیات کریمہ میں مُتَّقِین یعنی "پرہیزگار لوگوں" کی وَضاحت کرتے ہوئے صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللّٰہ الھادی فرماتے ہیں:"(پرہیزگار لوگ وہ ہیں) جنہیں دُنیا کی چاہَت (یعنی خواہِش) نہیں۔"ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اگر اللّٰہ تعالٰی کے نزدیک دنیا مچھّر کے پر کے برابر بھی قَدر رکھتی تو کافِر کو اُس سے ایک پیاس پانی نہ دیتا۔(ترمِذی ج ۴ ص ۱۴۴ حدیث ۲۳۲۷)دوسری حدیث میں ہے کہ سیِّد عالَم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم نیاز مندوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے،راستے میں ایک مُردہ بکری دیکھی،فرمایا:دیکھتے ہو! اِس کے مالِکوں نے اِسے بَہُت بے قدری سے پھینک دیا! دُنیا کی اللّٰہ تعالٰی کے نزدیک اتنی بھی قَدر نہیں جتنی بکری والوں کے نزدیک اِس مَری بکری کی ہو۔(ایضاًحدیث ۲۳۲۸) حدیث:سیِّدِ عالَم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب اللّٰہ تعالٰی اپنے کسی بندے پر کرم فرماتا ہے تو اُسے دُنیا سے ایسا بچاتا ہے جیسا تم اپنے بیمار کو پانی سے بچاتے ہو۔(ایضاً ص ۴ حدیث ۲۰۴۴) حدیث: دنیا مومِن کے لیے قید خانہ اور کافِر کے لیے جنّت ہے۔(ایضاً ص ۱۴۵ حدیث ۲۳۳۱) (خزائن العرفان ص ۹۰۴)

کیوں کریں نہ رَشک اُس پہ یہ جہاں کے تاجدار
ہاتھ جس کے عشقِ احمد کا خزینہ آگیا

(وسائلِ بخشش ص۳۱۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بدگمانی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروَرْدگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:"اے لوگو! بے شک بروز قیامت اسکی دَہشتوں اورحساب کتاب سے جلد نَجات پانے والا شخص وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا کے اندر بکثرت دُرُود شریف پڑھے ہوں گے۔" (فردوس الاخبار، الحدیث ۸۲۱۰، ج۲، ص ۴۷۱)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُول ثواب کی خاطر بیان سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرلیتے ہیں۔فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " نية المومن خير من عمله" مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

دومدنی پھول

(۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ ، اُتنا ثواب بھی زیادہ

بیان سننے، کرنے کی نیتیں

(۱) نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیان سنوں گا(۲)علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہوسکا دوزانو بیٹھوں گا (۳)صلو علی الحبیب' اذکر واالله ' توبوا الی الله وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والوں کی دلجوئی کیلئے بلند آواز سے جواب دوں گا(۴) میں بھی نیت کرتا ہوں کہ الله عزوجل کی رضا پانے اور ثواب کمانے کیلئے بیان کروں گا(۵)دیکھ کر بیان کروں گا(۶)نیکی کا حکم دوں گا اور برائی سے منع کروں گا(۷)نظر کی حفاظت کا ذہن بنانے کی خاطر حتی الامکان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

دِل کو قَلْب کیوں کہتے ہیں؟

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! دِل کو عَرَبی زبان میں قَلْبٌ (یعنی بدلنے والا)کہتے ہیں اور اسے قلب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مختلف اوقات میں مَحْمُود ومَذْمُوم(یعنی پسندیدہ وناپسندیدہ) دونوں قسم کی کیفیات سے دوچار ہوتا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح 'کتاب الایمان 'ج۱'ص۳۰۴) اِس حقیقت کو فرمانِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یوں بیان کیا گیا ہے : ''دِل کی مثال اس پَر کی سی ہے جو میدانی زمین میں ہو جسے ہوائیں ظاہِر باطِن الٹیں پلٹیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل 'حدیث ابی موسیٰ الاشعری'الحدیث۱۹۷۷۸'ج۷'ص۱۷۸)

واقعی اگر ہم اپنے دِل پر غور کریں تو یہ نتیجہ سامنے آئے گا کہ کبھی اس پر رَحم غالِب ہوتا ہے اور کبھی سختی اسے جکڑ لیتی ہے ' کبھی سَمُنْدَرِ سَخَاوَت ٹھاٹھیں مارتا ہے تو کبھی بُخل (یعنی کنجوسی) کا طُوفان اپنی ہلاکت خیزیاں دکھاتا ہے 'کبھی توعاجزی کا ایسا پیکر کہ کتّے کو بھی حَقِیر نہ جانے اور کبھی ایسا مُتَکَبِّر کہ بڑوں بڑوں کوخاطِر میں نہ لائے' کبھی تو ایسا مُخْلِص کہ اپنا نیک عمل ظاہِر ہونے پر پریشان ہوجائے اور کبھی ایسی حالت کہ تعریف نہ ہونے پر مَلَال محسوس کرے 'کبھی ایسا صابِر کہ

بڑی سے بڑی مُصیبت پر اُف تک نہ کرے اور کبھی ایسی بے صبری کہ ذرا سی تکلیف پرواویلا مچادے،کبھی تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا ایسا خوف کہ گُناہ کرنے کے تَصَوُّر ہی سے گھبرائے اور کبھی ایسی غَفلَت کہ بڑے بڑے گُناہ کرنے کے بعد بھی آثارِ نَدامَت دِکھائی نہ دیں ، کبھی تو عشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا ایسا جذبہ کہ زبانِ حال سے پکار اٹھے :

میرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

اور کبھی دُنیا کی محبت کا ایسا غَلَبہ کہ اِسی کو اپنا سب کچھ سمجھ بیٹھے، کبھی تو مسلمانوں کی خیرخواہی کا ایسا جذبہ کہ خود نُقصان اٹھا کر بھی دوسروں کا بھلا کرے اور کبھی ایسا خُود غَرَض کہ اپنے فائدے کے لئے مسلمان بھائی کو نُقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہ کرے ،کبھی تو ایسا اِستِغناء (یعنی بے نیازی)کہ جائے عزت پرباوُجُودِ اِصرار نہ بیٹھے اور کبھی ایسی حُبِّ جاہ (یعنی عزت کی خواہش)کہ نُمایاں جگہ نہ ملنے پر منہ پُھلائے بلکہ اس مَحْفِل سے ہی رُخصت ہوجائے،کبھی تو ایسی قَناعَت کہ حاجَت سے زائد مال ملے بھی تولینے پر تیار نہ ہو اور کبھی ایسی لالچ کہ کثیرمال ہونے کے باوُجود مال بڑھانے کی کوشش میں لگارہے، کبھی تو ایسی حیاء کہ تنہائی میں بھی خلافِ حیاء کام نہ کرے اور کبھی ایسی بے باکی کہ لوگوں کے سامنے بھی بے حیائی کے کام کرنے سے نہ شرمائے۔علیٰ ھذاالقیاس

تشویش ناک تبدیلیاں

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! دِل میں ہونے والی یہ تبدیلیاں اِنتِہائی تَشوِیش ناک ہیں لٰہذا ہمیں اِس کی طرف سے ہرگز کوتاہی نہیں برتنی چاہیئے۔اس کے لئے ہمیں اوّلًا بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں قلبِ سَلیم(یعنی اچھی باتوں کا اثر قبول کرنے والے دِل)کا سُوال کرنا چاہیئے۔ہمارے میٹھے میٹھے آقا صلّی

اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم جن کے قلبِ اَطْہَر سے جارِی ہونے والے رُوحانی چشموں سے ساراعالَم سَیراب ہورہاہے'وہ بھی اللّٰہ تعالیٰ سے اس طرح دُعا کیا کرتے: ''یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ یعنی اے دِلوں کو پھیرنے والے! میرے دِل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔"
(المسند للامام احمد بن حنبل 'مسند انس بن مالک'الحدیث۱۲۱۰۸'ج۴'ص۲۲۵)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! بارگاہِ خداوندی میں دُعا کے ساتھ ساتھ اِصلاحِ قلب کے لئے عَمَلی کوشِش کرنا بھی بَہُت ضروری ہے۔اِس کے لئے ہمیں سب سے پہلے اپنے دِل کا مُحَاسَبَہ کرنا چاہیۓ کہ فِی الْوَقت ہمارے دِل پر جن صِفَات کا غَلَبَہ ہے اِن میں کتنی صِفات حَسَنَہ (یعنی اچھی صِفات مثلًا سَخَاوَت ' اِخلاص' رَحَم وغیرہ) ہیں اور کتنی سَیِّئَہ(یعنی بُری مثلًا حَسَد ' تکبُّر ' بُغْض ' بدگُمانی وغیرہ)؟ پھر نتیجہ سامنے آنے پر اچھی صِفات کی بقا کے لئے کمر بستہ ہوجائیں اور بُری صفات سے چھٹکارے کی کوشِش شروع کردیں۔

خلاصہ بیان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو !دل کو لاحق ہونے والی بُری صفات میں سے ایک بدگُمانی بھی ہے۔بدگمانی کا گُناہ ہمارے مُعاشرے میں بہت ہی عام ہیں' دو رشتے داروں' میاں بیوی' بھائی بہنوں'گھرے دوستوں'نگران وماتحت' پیر و مرید'امام و مقتدی'استاذ و شاگرد' معلم و معاون ' بزنس پارٹنر اور دیگر لوگوں کے درمیان قطع تعلّق اور جُدائی کا بڑا سبب اسی کو پایا جاتا ہے۔یہ ایسامرض ہے کہ دوست کو دوست کا اور بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیتا ہے۔اکثر طلاقیں اسی گُناہ کی وجہ سے ہوتی ہیں'الغرض بے شُمار دنیوی و اُخروی نقصانات کاسببِ عظیم واقع ہو رہا ہے۔آج میں آپ کے سامنے اس موذی مرض کے متعلق کچھ مدنی پھول پیش کروں گا' سب سے پہلے بدگمانی سے متعلق ایک

حکایت بیان کروں گا' پھر گمان کسے کہتے ہیں اس کی اقسام اورتباہ کاریاں بیان کروں گا' پھر چند مثالیں اوراُس کے بعد چند علاج بھی آپ کے گوش گزار کروں گا اور اگر علاج کارگر نہ ہوا تو ایک مشورہ بھی عرض کروں گا۔آیئے سب سے پہلے حکایت سُنتے ہیں۔

نقصان اُٹھانے والا تاجِر

ایک بُزُرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجِد میں نَماز ادا کرنے گیا۔وہاں میں نے دیکھا کہ ایک مالدار تاجِربیٹھا ہے اور قریب ہی ایک فقیردُعا مانگ رہا ہے : ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ ! آج میں اِس طرح کا کھانا اور اِس قِسم کا حلوہ کھانا چاہتا ہوں۔'' تاجِر نے یہ دُعا سن کر بدگُمانی کرتے ہوئے کہا :''اگر یہ مجھ سے کہتا تو میں اِسے ضرور کھلاتا مگر یہ بہانہ سازی کررہا ہے اور مجھے سُنا کر اللّٰہ تعالٰی سے دُعا کررہا ہے تاکہ میں سُن کر اسے کھلا دوں' وَاللّٰہ! میں تو اسے نہیں کھلاؤں گا۔'' وہ فقیر دُعا سے فارغ ہوکر ایک کونے میں سورہا۔کچھ دیر بعد ایک شخص ڈھکا ہو اطْبَاق لے کر آیا اور دائیں بائیں دیکھتا ہوا فقیرکے پاس گیا اور اسے جگانے کے بعد وہ طْباق بصد عاجزی اس کے سامنے رکھ دیا۔تاجِر نے غور سے دیکھا تو یہ وُہی کھانے تھے جن کے لئے فقیر نے دُعا کی تھی۔فقیر نے حسبِ خواہِش اس میں سے کھایا اور بقیہ واپس کردیا۔

تاجِر نے کھانا لانے والے کو اللّٰہ تعالٰی کا واسطہ دے کر پوچھا :''کیا تم اِنہیں پہلے سے جانتے ہو ؟''کھانا لانے والے نے جواب دیا:''بخدا! ہرگز نہیں ' میں ایک مزدور ہوں میری زوجہ اور بیٹی سال بھر سے ان کھانوں کی خواہش رکھتی تھیں مگر مہیا نہیں ہوپاتے تھے۔آج مجھے مزدوری میں ایک مِثقال(یعنی ساڑھے چار ماشے) سونا ملا تو میں نے اس سے گوشت وغیرہ خریدا اور گھر لے آیا۔میری بیوی کھانا پکانے میں مصروف تھی کہ اس دوران میری آنکھ لگ گئی۔آنکھیں تو کیا سوئیں ،سوئی ہوئی

قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی ،مجھے خواب میں حضور سرورِ عالم ،نورِ مجسم ،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلِہٖ وسلَّم کا جلوۂ زیبا نظر آگیا ،میں نظارۂ محبوب میں گم تھا کہ لَبہائے مُبارَکہ کو جُنبِش ہوئی ،رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور اَلفاظ کچھ یوں ترتیب پائے : ''آج تمہارے علاقے میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک ولی آیا ہوا ہے ،اُس کا قیام مسجِد میں ہے۔جو کھانے تم نے اپنے بیوی بچوں کے لئے تیار کروائے ہیں اِن کھانوں کی اسے بھی خواہش ہے ،اس کے پاس لے جاؤ وہ اپنی خواہش کے مطابق کھا کر واپس کردے گا ،بقیہ میں اللّٰہ تعالیٰ تیرے لئے بَرَکت عطا فرمائے گا اور میں تیرے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' نیندسے اٹھ کر میں نے حکم کی تعمیل کی جس کو تم نے بھی دیکھا۔

وہ تاجِر کہنے لگا:'' میں نے اِن کو اِنہی کھانوں کے لئے دُعا مانگتے سنا تھا ،تم نے ان کھانوں پر کتنی رقم خرچ کی ؟'' اس شخص نے جواب دیا :''مثقال بھر سونا۔''اس تاجِر نے اسے پیش کش کی:''کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ مجھ سے دس مثقال سونا لے لواور اس نیکی میں مجھے ایک قیراط کا حصہ دار بنا لو ؟'' اس شخص نے کہا :''یہ ناممکن ہے۔'' اُس تاجِر نے اِضافہ کرتے ہوئے کہا:''اچھا میں تجھے بیس مثقال سونا دے دیتا ہوں۔'' اس شخص نے اپنے اِنکار کو دہرایا حتی کہ اس تاجِر نے سونے کی مقدار بڑھا کر پچاس پھر سو مثقال کردی مگر وہ شخص اپنے اِنکار پر ڈٹا رہا اور کہنے لگا:''وَاللّٰہ! جس شے کی ضمانت رسول اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلِہٖ وسلَّم نے دی ہے ،اگر تُو اس کے بدلے ساری دُنیا کی دولت بھی دیدے پھر بھی میں اسے فروخت نہیں کروں گا ' تمہاری قسمت میں یہ چیز ہوتی تو تم مجھ سے پہل کرسکتے تھے لیکن اللّٰہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے جسے چاہے۔''تاجِر نہایت نادِم وپریشان ہوکر مسجد سے چلاگیا گویا اس نے اپنی قیمتی مَتَاع کھو دی ہو۔

(روض الریاحین، الحکایۃ الثلاثون بعد الثلاث مئۃ، ص۲۷۷، ملخصاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کے تاجر نے فقیر کو بدگُمانی کی وجہ سے کھانا نہ کھلایا، اور فقیر کو جب مطلوبہ کھانا ملا پھر تاجر پر یہ راز کُھلا کے کھانا لانے والے کو حضور سراپا نور ﷺ کا جلوۂ زیبا نظر آیا اور جنّت کی ضمانت بھی ملی ہے، تو کس قدر پچھتایا۔واقعی نیک مسلمان سے بدگُمانی میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔جیسا کہ

کثرتِ گُمان کی مُمَانَعَت

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قراٰن پاک میں اِرشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ۲۶، الحجرٰت:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان :اے ایمان والو! بہُت گُمانوں سے بچو بیشک کوئی گُمان گناہ ہو جاتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں بعض گُمانوں کو گناہ قرار دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے اِمام فخرُالدین رازِی علیہ رحمۃاللہ الھادی (اَلْمُتَوَفّٰی۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:"کیونکہ کسی شخص کا کام دیکھنے میں تو بُرا لگتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ کرنے والا اسے بھول کر کررہا ہو یا دیکھنے والا ہی غَلَطی پر ہو۔"(التفسیر الکبیر، پ۲۶، الحجرٰت، تحت الآیۃ ۱۲، ج۱۰، ص۱۱۰)

لحاظ ہمیں سب سے پہلے گُمان کی تعریف اور پھر اِس کی اقسام کا جاننا بے حد ضروری ہے۔آیئے سب سے پہلے گُمان کے متعلق سُنتے ہیں، گُمان ہے کیا؟

گُمان کِسے کہتے ہیں؟

ہر وہ خیال جو کسی ظاہِری نشانی سے حاصل ہوتا ہے گُمان کہلاتا ہے، اسکو ظَنبھی کہتے ہیں۔مثلًا دور

سے دُھواں اُٹھتا دیکھ کر آگ کی موجودگی کا خیال آنا۔تو پتہ چلا کہ ہر وہ خیال جو کسی ظاہِری نشانی سے حاصل ہوتا ہے گُمان کہلاتا ہے۔(مفردات اِمام راغب،ص۵۳۹،ماخوذاً)

گُمان کی اَقسام

گُمان(ظن) کی بُنیادی طور پر دو قسمیں ہیں :

(1) حُسنِ ظن (یعنی اچھا گُمان)

(2) سوئے ظن (یعنی بُرا گُمان ،اسے بدگُمانی بھی کہتے ہیں)

پھر اِن میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں :

حُسنِ ظن:

حُسنِ ظن کی دو قِسمیں :

(۱) **واجب** (۲) **مستحب**

چنانچہ حُسن ظن کبھی تو واجِب ہوتاہے جیسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ اچھا گُمان رکھنا اور کبھی مُستَحَبّ جیسے مُومِن صَالِح کے ساتھ نیک گُمان۔(خزائن العرفان ،پ۲۶،الحجرٰت ،تحت الآیۃ ۱۲)

سوئے ظن:

اسی طرح سوئے ظن (بدگُمانی)کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱)**جائز** (۲)**مَمنُوع**

(1) بدگُمانی کے جائز ہونے کی صورتیں

آیئے سب سے پہلے ہم بدگمانی کی جو جائز صورتیں ہیں اُن کے متعلق سُنتے ہیں

پہلی صورت:

بدگُمانی کے جائز ہونے کی پہلی صورت یہ ہے کہ

فَاسِقِ مُعْلِن (یعنی علانیہ گناہ کرنے والے) کے ساتھ ایسا گُمان کرنا جیسے اَفعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔(خزائن العرفان ،پ۲۶،الحجرات ،تحت الآیۃ ۱۲)

صدر الشریعہ ،بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی (اَلْمُتَوَفّٰی۱۳۷۶ھ) لکھتے ہیں:

"بیشک مسلمان پر بدگُمانی حرام ہے مگر جبکہ کسی قرینہ سے اُس کا ایسا ہونا ثابِت ہوتا ہو ،تو اَب حرام نہیں۔مثلاًکسی کو بھٹی یعنی شراب خانے میں آتے جاتے دیکھ کر اُسے شراب پینے والا گُمان کیا تو اِس بدگُمانی کرنے والے کاقصور نہیں ،اُس شراب خانے میں آنے جانے والے نے تہمت لگنے کی جگہ سے کیوں پرہیز نہ کیا۔" (فتاویٰ امجدیہ، ج۱،ص۱۲۳)امیر المؤمنین حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : "جو اپنے آپ کو خود تہمت کے لئے پیش کردے تو وہ اپنے بارے میں بدگُمانی کرنے والے کو مَلَامت نہ کرے۔"(الدرالمنثور،ج۷،الحجرات تحت الآیۃ آیۃ ۱۲، ص ۵۶۶)

بدگُمانی جائز ہونے کا مطلب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رہے کہ اَہلِ مَعْصِیّت اورعلانیہ گناہ کرنے والوں سے بدگُمانی جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم ان کی بدگوئی یا عیب اُچھالنا شروع کردیں بلکہ ایسی صورت میں رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے صرف دِل میں انہیں بُرا سمجھا جائے۔(الحدیقۃ الندیۃ،ج۲، ص۱۱ ملخصًا)
اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ العُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا :"ہر مسلمان کی عزت ،مال اور جان دوسرے (مسلمان) پر حرام ہے۔"
(جامع الترمذی ،کتاب البر والصلۃ ،الحدیث ۱۹۳۴،ج۳،ص۳۷۲)

دوسری صورت:

بدگُمانی کے جائز ہونے کی دوسری صورت یہ ہے کہ

جب نُقصان میں مُبتلاء ہونے کا قَوِی اِحتِمال ہو۔مثلًا کسی اِسلامی بھائی نے کسی کے ساتھ کاروباری شَرَاکَت کی یا خریدوفروخت کی یا اس سے کرائے پر کوئی چیز لی یا کسی بھی طرح کا مالی مُعَامَلَہ طے کیا اور سامنے والے کی کسی مشکوک حَرَکت کی وجہ سے دِل میں بے اِختِیار بدگُمانی پیدا ہوئی اور اس نے اس بدگُمانی کی بُنیاد پرایسی اِحتِیاطی تدابیر اِختِیار کیں جس سے سامنے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچے تو جائز ہے کیونکہ اگر حقیقتاً سامنے والے کی نیت دُرُست نہ ہو اور یہ شخص حسنِ ظن ہی قائم کرتا رہ جائے تو نقصان میں مبتلا ہونے کا قَوِی اِمکان ہے۔

(2) بدگُمانی ممنوع ہے

اب بدگُمانی کی وہ قِسم جو ممنوع یعنی حرام ہے اُس کے متعلق سُنتے ہیں:

اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ بُرا گُمان رکھنا حرام ، اور نیک مومن کے ساتھ برا گُمان رکھنا حرام ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان ،پ۲۶،الحجرات ،تحت الآیۃ ۱۲ وفتح الباری ،کتاب البر والصلۃ ،ج۱۵،ص۲۱۹)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے بدگُمانی کامطلب یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے رِزق نہیں دے گا یا میری حِفاظت نہیں فرمائے گایا میری مدد نہیں کرے گاوغیرھا۔(الحدیقۃ الندیۃ ،ج۲،ص۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر مسلمان کا اِس بُری عادت سے بچنا ضروری ہے۔نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی ہمیں اِس مہلک مرض سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔آیئے اِس ضمن میں 3 فرامینِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سُنتے ہیں۔

"حُکْم" کے تین حُرُوف کی نِسبت سے بدگُمانی سے بچنے کے 3 فرامین

(1) نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے : "بدگُمانی سے بچو بے شک بدگُمانی بدترین جھوٹ ہے۔"

(صحیح البخاری ،کتاب النکاح،باب مایخطب علی خطبۃ اخیہ،الحدیث ۵۱۴۳،ج۳،ص۴۴۶)

(2) ارشاد فرمایا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم :''مسلمان کا خون ،مال اور اس سے بدگُمانی (دوسرے مسلمان پر)حرام ہے ۔''(شعب الایمان ،باب فی تحریم اعراض الناس،الحدیث ۶۷۰۶،ج۵،ص۲۹۷)

(3) حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاًمروی ہے : ''جس نے اپنے مسلمان بھائی سے بُرا گُمان رکھا ،بے شک اس نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے برا گُمان رکھا۔''(الدرالمنثور،پ۲۶،الحجرات ،تحت الآیۃ۱۲ ،ج۷،ص۵۶۶)

بدگُمانی پر حکمِ شرعی کب لگے گا؟

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو!کسی شخص کے دِل میں کسی کے بارے میں بُرا گُمان آتے ہی اسے گنہگار قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ محض دِل میں بُرا خیال آجانے کی بنا پر سزا کا حقدار ٹھہرانے کا مطلب کسی اِنسان پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے ،اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے : لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاؕ(پ۳،البقرۃ:۲۸۶)

ترجمۂ کنزالایمان :اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

معلوم ہوا کہ برا گمان آتے ہی بندے کو گنہگار نہیں قرار دیا جائے گا بلکہ اِس کی بھی دو صُورتین ہیں

بدگُمانی کے حرام ہونے کی صُورتیں

(1) جب اِنسان اس بدگُمانی کو دِل پر جمالے(یعنی اس کا یقین کرلے)

(2)اِس کو زبان پر لے آئے یا اِس کے تقاضے پر عمل کر لے۔

(۱)بدگمانی کو دل پر جمالینا:

پہلی صورت یہ کہ جب اِنسان اس بدگُمانی کو دِل پر جمالے(یعنی اس کا یقین کرلے)

مثلاًشیطان نے کسی اِسلامی بھائی کے دِل میں کسی نیک شخص کے بارے میں رِیاکاری کا گُمان ڈالا تو اس اِسلامی بھائی نے اس گُمان کو فوراً جھٹک دیا اور اس مسلمان کے بارے میں مُخلِص ہونے کا حسنِ ظن قائم کر لیا تو اب اس کی گَرِفت نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ گنہگار ہو گا۔اِس کے برعکس اگر دِل میں بدگُمانی آنے کے بعد اُس کو نہ جُھٹلایا اور وہ بدگُمانی اس کے دِل میں قَرار پکڑ ے رہی حتی کہ یقین کے دَرَجے پر پہنچ گئی کہ فُلاں شخص ریا کار ہی ہے تو اب بدگُمانی کرنے والا گناہ گار ہوگا چاہے اس بارے میں زبان سے کچھ نہ بولے۔

(2)بدگمانی کوزبان پرلے آنایااِس کے تقاضے پرعمل کرلینا:

دوسری صورت یہ کہ اِس بدگمانی کو زبان پر لے آئے یا اِس کے تقاضے پر عمل کر لے۔

مثلًا آپ کی دعوت میں نہ پہنچنے والے اِسلامی بھائی نے ملاقات ہونے پر اپنا کوئی عُذر پیش کیا مگر آپ کے دِل میں شیطان نے وَسْوَسَہ ڈالا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور آپ نے اس گُمان کی پیروی کرتے ہوئے فوراً بول دیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو ایسی بدگُمانی حرام ہے۔

بدگُمانی کی تباہ کاریاں

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو!بدگُمانی میں مبتلا ہونے والا وادیٔ ہلاکت میں جاپڑتا ہے کیونکہ اِس ایک گُناہ کی وجہ سے دیگر کئی گناہ سَرزَد ہوجاتے ہیں مثلًا

(1)اگر سامنے والے پر اِس کااظہار کیا تو اُس کی دِل آزاری کا قوی اندیشہ ہے اور بغیر اِجازتِ شرعی مسلمان کی دِل آزاری حرام ہے۔حضورِ پاک' صاحبِ لَولاک' سیّاح افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کو اَذِیَت دی اس نے مجھے اَذِیَت دی اور جس نے مجھے اَذِیَت دی 'پس اس نے اللّٰہ تعالیٰ کواَذِیَت دی۔“ (المعجم الاوسط 'الحدیث'۳۶۰۷'ج۲'ص۳۸۶)

(2) اگراس کی غیر موجودگی میں کسی دوسرے پر اِظہار کیا تو غِیبت ہوجائے گی اور مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے۔قراٰن پاک میں ارشاد ہوتا ہے :

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ(پ۲۶،الحجرٰت : ۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان :اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔کیا تم میں کوئی پسندرکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہو گا۔

حجۃالِاسلام اِمام محمد غزالی علیہ رحمۃاللہ الوالی(اَلْمُتَوَفّٰی۵۰۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں : ”مسلمانوں سے بدگُمانی رکھنا شیطان کے مکر وفریب کی وجہ سے ہوتا ہے ، بے شک بعض گُمان گناہ ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص کسی کے بارے میں بدگُمانی کو دِل پر جما لیتا ہے تو شیطان اس کو اُبھارتاہے کہ وہ زبان سے اِس کااِظہار کرے اس طرح وہ شخص غِیبت کامُرتکِب ہوکر ہلاکت کاسامان کر لیتا ہے یاپھر وہ اس کے حُقُوق پورے کرنے میں کوتاہی کرتاہے یاپھر اُسے حقیر اور خود کو اُس سے بہتر سمجھتا ہے اور یہ تمام چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔(الحدیقۃ الندیۃ ،ج۲،ص۸)

(3)بدگُمانی کے نتیجے میں تَجَسُّس پیدا ہوتا ہے کیونکہ دِل محض گُمان پر صَبْر نہیں کرتا بلکہ تَحْقِیق طَلَب کرتا ہے جس کی وجہ سے اِنسان تَجَسُّس میں جاپڑتا ہے اور یہ بھی ممنوع ہے۔اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَجَسَّسُوْا (پ،۲۶،الحجرٰت : ۱۲)

ترجمۂ کنزلایمان:اور عیب نہ ڈھونڈھو

صدر الافاضل حضرت مولانا سیدمحمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃاللہ الھادی (اَلْمُتَوَفّٰی۱۳۶۷ھ) اس

آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: ''یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے چھپے حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ستّاری سے چھپایا۔''

(4)بدگمانی سے بُغض اور حَسَد جیسے باطِنی اَمراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔(فتح الباری ،الحدیث ٦٠٦٦ ،ج١٠،ص٤١٠)

بدگمانی کی خوفناک آفت

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو!والدین ا ولاد ،بھائی بہن،زوج و زوجہ، ساس بہو ،سُسر داماد، نندبھاوج بلکہ تمام اہلِ خانہ و خاندان نیز استاد شاگرد ،سیٹھ اور نوکر ،تاجِر و گاہک ، افسر و مزدور ،حاکِم و محکُوم الغرض ایسا لگتا ہے کہ تمام دینی و دُنیوی شُعبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی اکثریت اِس وقت بدگُمانی کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے۔کسی کو موبائل پر فون کریں اور وہ Receive نہ کرے تو بدگمانی ... شوہر کی تَوَجُّہ بیوی کی طرف کم ہو گئی تو فوراً ساس سے بد گُمانی ...بیٹے کی توجہ کم ہو گئی تو فوراً بہو سے بدگُمانی... کسی فیکٹری سے اچھی نوکری سے فارغ ہوگئے تو دفتر کے کسی فَرْد سے بدگُمانی... کاروبار میں نُقصان ہو گیا تو قریبی کاروباری حَرِیف سے بدگُمانی ...تنظیمی طور پر خِلافِ تَوَقُّع بات ہو گئی تو ذِمہ داران سے بدگُمانی...اِجْتِماعِ ذِکْر ونعت کے اِنْتِظَامات میں کمزوری ہو ئی تو فوراً مُنْتَظِمِین سے بدگُمانی ...اجتماعِ ذکر ونعت میں کوئی شخص جُھوم رہا ہے یا رورہا ہے تو بد گُمانی...کسی بُزُرگ یا پیر نے اپنے مُرِیدِیْن یا مُتَعَلِّقِین کی ترغِیب کے لئے کو ئی اپنا واقِعہ بیان کردیا تو فوراً ان سے بد گُمانی ...جس نے قَرْض لیا اور وہ رَابِطے میں نہیں آرہا یا جس سے مال بُک کروالیا وہ مِل نہیں رہا تو فوراً بد گُمانی ... کسی نے وَقْت دیا اور آنے میں تاخیر ہو گئی تو بد گُمانی ...فُلاں کے پاس تھوڑے ہی عرصے میں گاڑی ،اچھّا مکان اور دیگر سہولیات آگئیں فوراً بد گُمانی ،اُسے شہرت مل گئی تو

بد گُمانی۔

آپ غور کرتے جائیں تو شب و روز نہ جانے کتنی مرتبہ ہم بد گُمانی کا شکار ہوتے ہوں گے۔پھر یہ اِبتداءً پیدا ہو نے والی بدگُمانی اُس شخص کے عیبوں کی ٹوہ میں لگاتی' حَسَد پر اُبھارتی'غیبت اور بُہتَان پر اُکساتی اور آخرت بر باد کرتی ہے۔اِسی بدگُمانی کی وجہ سے بھائی بھائی میں دُشمنی ہوجاتی ہے ' ساس بہومیں ٹَھن جاتی ہے ' میاں بیوی میں جُدائی'بھائی بہنوں کے درمیان قَطع تَعَلُّقی ہوجاتی ہے اور یوں ہنستے بستے گھر اُجڑجاتے ہیں'اور اگر یہی بدگُمانی کسی مذہبی تحریک سے وابستہ اَفراد میں آجائے تو نِگران وماتَحت کے درمیان اِعتِماد کی فضا ختم ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے ناقابِل بیان نُقصان اٹھانا پڑتا ہے۔اور اگر یہ بدگُمانی اولیاءِ کِرام رحمہم اللہ بالخصوص اپنے پیرومُرشِد سے ہو تو ایسا شخص فُیُوض وبَرَکات سے مَحرُوم رہ جاتا ہے۔اِمامِ اہلسنّت ' مجددِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمٰن مرید پر پیر کے حقوق کا بیان کرتے ہوئے کچھ یوں لکھتے ہیں :"(اپنے پیر سے متعلق) دِل میں بدگُمانی کو جگہ نہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غَلَطی ہے۔" (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ' ج۲۴'ص۳۶۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بدگُمانی کا علاج

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! بدگُمانی کی ہلاکت خیزیوں سے بچنے کے لئے ہمیں چاہئیے کہ اس باطنی مرض کے علاج کے لئے عملی کوششوں کا آغاز کردیں۔

۱۔اللہ عزوجل سے بذریعہ دُعا مدد طلب کیجئے:

بدگُمانی کا پہلا علاج یہ ہے کہ اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دُعا کر ے۔:"اے میرے مالک

عَزَّوَجَلَّ! تیرا یہ کمزور وناتواں بندہ دُنیا وآخرت میں کامیابی کے لئے اس بدگُمانی سے اپنے دِل کو بچانا چاہتاہے۔اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میری مدد فرمااور میری اس کوشش کو کامیابی کی منزل تک پہنچادے۔اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے خوف سے معمور دِل، رونے والی آنکھ اور لرزنے والا بدن عطا فرما۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

۲۔بدگُمانی کے نقصانات کوپیش نظر رکھئے:

جب بھی دِل میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگُمانی پیدا ہوتواپنی توجہ اس کی طرف کرنے کے بجائے بدگُمانی کے شرعی احکام کو پیشِ نظر رکھئے اور بدگُمانی کے انجام پر نگاہ رکھتے ہوئے خود کو عذابِ الٰہی سے ڈرایئے۔

۳۔مسلمان بھائیوں کی خوبیوں پر نظر رکھئے:

بدگمانی کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ ہمیں چاہئیے اپنے مسلمان بھائیوں کی خوبیوں پر نظر رکھیں۔جو اپنے مسلمان بھائیوں کے بارے میں حسنِ ظن رکھتا ہے اسے سکونِ قلب نصیب ہوتا اور جو بدگُمانی کی بُری عادت میں مبتلاہواس کے دِل میں وحشتوں کا بسیرا رہتا ہے۔

۴۔بُری صحبت سے بچئے:

بُری صحبت سے بچتے ہوئے نیک صحبت اِختیار کیجئے،جہاں دوسری بَرَکتیں ملیں گی وہیں بدگُمانی سے بچنے میں بھی مدد ملے گی۔روح المعانی میں ہے : ''صُحْبَةُ الْاَشْرَارِ تُوْرِثُ سُوْءَ الظَّنِّ بِالْاَخْيَارِ یعنی بُروں کی صحبت اچھوں سے بدگُمانی پیدا کرتی ہے۔(روح المعانی ،پ ۱۶،مریم : تحت الآیۃ ۹۸،ج۱۶،ص۶۱۲)

۵۔دل سے بدگُمانی کی تصدیق نہ کیجئے:

جب بھی کسی کے بارے میں بدگُمانی پیدا ہوتو خود کو اس طرح سمجھایئے کہ مجھ پر اس کے باطنی

حالات کی تفتیش واجِب نہیں ہے ،اگر یہ واقعتاً اسی شے میں مبتلا ہے جو میرے دِل میں آئی تو یہ اس کا اور اس کے رب عَزَّوَجَلَّ کا معاملہ ہے اور اگر یہ اس شے سے محفوظ ہے تو میں بدگُمانی میں مبتلا رہ کر عذابِ نار کا حق دار کیوں بنوں۔حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہ ِبنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا:"بے شک ظن غلط بھی ہوسکتا ہے اور صحیح بھی۔"

۶۔حسن ظن قائم کیجئے :

جب بھی کسی مسلمان کے بارے میں دِل میں بُرا گُمان آئے تو اسے جھٹکنے کی کوشش کریں اور اس کے عمل پر اچھا گُمان قائم کرنے کی کوشش کریں۔مثلاً کوئی اِسلامی بھائی نعت یا بیان سنتے ہوئے اشک بہا رہا ہو اور اسے دیکھ کر آپ کے دِل میں اس کے متعلق رِیاکاری کی بدگُمانی پیدا ہو تو فوراً اس کے اِخلاص سے رونے کے بارے میں حسنِ ظن قائم کر لیں۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عظمت نشان ہے :

لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًاۙ-وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ○ (پ۱۸،النور:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گُمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔

علّامہ محمد بن جریر طبری علیہ رحمۃ اللہ القوی (اَلْمُتَوَفّٰی ۳۱۰ھ)اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی مومنین ایک دوسرے کے بارے میں حسنِ ظن قائم کریں اور اسے بیان بھی کریں اگرچہ یہ گُمان یقین کے دَرَجے تک نہ پہنچا ہو۔(جامع البیان فی تاویل القرآن ،پ ۲۶،الحجرات: تحت الآیۃ ۱۲،ج۱۱، ص۳۹۴،ملخصا)

اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے :" مسلمان کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ

نیک گمان کرے اور بدگمانی ممنوع ہے۔"

اچھا گمان عبادت ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اچھا گمان اچھی عبادت سے ہے۔" (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، ج۴،ص۳۸۷،الحدیث۴۹۹۳)

حکیم الامت مفتی احمدیارخان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی(اَلْمُتَوَفّٰی۱۳۹۱ھ) اس حدیث کے مختلف مطالب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یعنی مسلمانوں سے اچھا گمان کرنا، ان پر بدگمانی نہ کرنا یہ بھی اچھی عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔" (مراۃ المناجیح، ج۶، ص ۶۲۱)

مسلمان کا حال حتی الامکان اچھائی پر حمل کرنا واجب ہے

اِمامِ اہلسنّت مجددِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمٰن (اَلْمُتَوَفّٰی۱۳۴۰ھ) فتاویٰ رضویہ شریف میں لکھتے ہیں: "مسلمان کا حال حَتَّی الْاِمْکَان اچھائی پر گمان کرنا واجب ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج۱۹،ص۶۹۱)

مسلمان سے حُسنِ ظن رکھنا مُسْتَحَبّ ہے

علّامہ عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی (اَلْمُتَوَفّٰی۱۱۴۳ھ) لکھتے ہیں: جب کسی مسلمان کا حال پوشیدہ ہو(یعنی اس کے نیک ہونے کا بھی اِحْتِمَال ہو اور بد ہونے کا بھی) تو اُس سے حُسنِ ظن رکھنا مُسْتَحَبّ اور اُس کے بارے میں بدگمانی حرام ہے۔(الحدیقۃ الندیۃ، ج۲،ص۱۶،۱۷ملخصاً):

حُسنِ ظن میں کوئی نقصان نہیں:

امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: "حسنِ ظن میں کوئی نقصان نہیں اور بدگمانی میں کوئی فائدہ نہیں۔"

۷۔روحانی علاج کیجئے:

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! بدگمانی سے بچنے کے لئے مذکورہ امور کے ساتھ ساتھ رُوحانی علاج بھی کیجئے

(i) جب بھی کسی سے مُتَعَلِّق بدگمانی محسوس ہوتو''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ''ایک بار پڑھنے کے بعد الٹے کندھے کی طرف تین بار تُھو تُھو کردیں۔

(ii) روزانہ دس بار ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ''پڑھنے والے پر شیطان سے حفاظت کرنے کے لئے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایک فرشتہ مقرر کردیتا ہے ۔(مسند ابی یعلٰی ،مسند انس بن مالک ،الحدیث ۴۱۰۰،ج۳،ص۴۰۰ ملخصاً)

(iii) سورۂ اِخلاص گیارہ بار صبح (آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح ہے) پڑھنے والے پر اگر شیطان مع لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے تو نہ کراسکے جب تک کہ یہ خود نہ کرے ۔(الوظیفۃ الکریمہ ،الاذکار الصباحیۃ،ص۱۸)

(iv) سورۃ الناس پڑھ لینے سے بھی وسوسے دور ہوتے ہیں۔کوشش جاری رکھئے

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو!

اگراوراد ووظائف پڑھنے اور دیگر احتیاطی تدابیر اِختِیار کرنے کے باوُجود بدگُمانی کے مرض سے جان نہ چھوٹے تو گھبرایئے نہیں بلکہ مسلسل کوشش جاری رکھئے۔حضرت سیدنا اِمام محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی(اَ لْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ)فرماتے ہیں :''اگر تم محسوس کرو کہ شیطان، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگنے کے باوُجود تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتا اور غالب آنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو ہمارے مجاہدے ، ہماری قوّت اور صَبُر کا امتحان مقصود ہے یعنی اللّٰہ تعالٰی آزماتا ہے کہ تم شیطان سے مُقَابَلَہ اور مُحاربہ کرتے ہو یا اس سے مغلوب ہوجاتے ہو۔'' (منہاج العابدین،العائق الثالث: الشیطٰن ،ص۴۶،ملخصاً)

دوسروں کو بدگُمانی سے بچائیے

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو!

اپنے آپ کو بدگُمانی سے بچانے کے ساتھ ساتھ ایسے کاموں سے بھی بچیئے جن کے سبب دوسروں کے بدگُمانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمان نصیحت نشان ہے :"جب تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں۔"

(صحیح البخاری ،کتاب الاستئذان،الحدیث٦٢٨٨،ج٤،ص١٨٥)

حضرت سیدنا ملاعلی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری (اَلْمُتَوَفّٰی١٠١٤ھ)اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں : "تاکہ وہ یہ گُمان نہ کرے کہ یہ دونوں اس کے خلاف سرگوشی کر رہے ہیں۔

" (مرقاۃ المفاتیح ،کتاب الآداب ، ج٨،ص٦٩٩)

اس کے علاوہ جب آپ محسوس کریں کہ آپ کے کسی فعل کی بنا پر کوئی بدگُمانی میں مُبتلِا ہوسکتا ہے تو اس کی روک تھام کی ترکیب کیجئے۔جیسا کہ باپا جان نے ایک بار مختلف مجالس کے اسلامی بھائیوں میں کھڑے ہو پانی پیا تو بعد میں اِس کی وضاحت بھی فرمائی۔

یہ آبِ زَم زَم ہے

ایک مرتبہ تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اِسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ اور تخصص فی الفقہ کے اِسلامی بھائی امیرِاہلِسنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضِر تھے۔اس دوران آپ دامت برکاتہم العالیہ نے کھڑے ہوکر پانی پیا۔پھر وضاحت کرتے ہوئے کچھ اس طرح سے فرمایا کہ" یہ آبِ زم زم ہے،اس لئے میں نے کھڑے ہوکر پیا اور آپ کو بتانے میں میری ایک نیت یہ بھی ہے کہ کہیں کوئی اِسلامی بھائی بدگُمانی میں مبتلا نہ ہوجائے۔"

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

الحمدللہ عَزَّوَجَلَّ ! سنّتوں بھری زندگی گزارنے کیلئے عبادات و اخلاقیات کے تعلّق سے امیرِاہلِ سنت ، شیخِ طریقت، بانئِ دعوتِ اِسلامی حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اِسلامی بھائیوں کیلئے 72 مَدَنی اِنعامات سُوالات کی صورت میں مُرتَّب کئے ہیں۔ان مَدَنی انعامات کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللّٰہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بتدریج دور ہوجاتی ہیں اوراس کی بَرَکت سے پابندِ سنت بننے ،گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ہم سب کو چاہیے کہ باکردار مسلمان بننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے مَدَنی انعامات کا رسالہ حاصل کریں اورروزانہ فکرِمدینہ (یعنی اپنا محاسبہ) کرتے ہوئے رسالہ پُر کریں اورہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ کو اپنے یہاں کے مَدَنی انعامات کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

بدگمانی کی تعریف

دِل میں کسی کے بارے میں بُرا یقین کرلینا۔(احیاء العلوم مترجم، ج۳، مکتبۃ المدینہ ، ملخصاً)

بدگمانی کی علامات:

(۱)جس کے بارے میں اسے بدگمانی ہے اس کے متعلق قلبی کیفیت تبدیل ہوجائے (۲) اس سے بہت نفرت کرنے لگے (۳) اسے بوجھ تصور کرے (۴) اس کے احوال کی رعایت (۵) اس کے بارے میں پوچھ گچھ (۶) اس کے عزت و اکرام (۷) اس

کے مصیبت میں مبتلا ہونے کے سبب غمگیں ہونے کے معاملے میں کوتاہی کرے' یہ گمان کے جمنے اور اس پر یقین کرنے کی علامت ہے۔

بدگمانی کا علاج

(۱) اللہ عزوجل سے مدد طلب کیجئے۔(۲) بدگمانی کے انجام پر نگاہ رکھتے ہوئے خود کو عذابِ الٰہی سے ڈرائیے۔(۳) مسلمان بھائیوں کی خوبیوں پر نظر رکھنا۔(۴) نیک کام کرنا تاکہ گمان بھی اچھے ہوجائیں۔(۵) بُری صحبت سے بچنا۔(۶) دِل یا اعضاء سے بدگمانی کی تصدیق نہ کرنا۔(۷) بدگمانی کی راہ یہ ہے کہ اس پر یقین نہ کرے۔(۸) مدنی انعامات پر عمل کیجئے۔

بدگمانی کے روحانی علاج

(۱)جب بھی کسی سے متعلق بدگمانی محسوس ہو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيم پڑھنے والے پر شیطان سے حفاظت کرنے کے لیے اللہ عزوجل ایک فرشتہ مقرر کردیتا ہے۔(مسند ابی یعلیٰ' مسند انس بن مالک' الحدیث:۰۰۰۔ج' ص ۰۰ملخصا) (۲) سورئہ اِخلاص گیارہ بار صبح (آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح ہے) پڑھنے والے پر اگر شیطان مع لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے تو نہ کراسکے جب تک کہ یہ خود نہ کرے۔(الوظیفۃ الکریمہ' الاذکار الصباحیۃ ' ص)

سنتیں اور آداب

"کاش! جنّتُ الْبقیع ملے" کے پندرہ حُرُوف کی نسبت سے سونے، جاگنے کے 15 مَدَنی پھول

(1) سونے سے پہلے بستر کو اچھی طرح جھاڑ لیجئے تاکہ کوئی مُوذی کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے (2) سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیجئے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا ہوں اور جیتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں) (بُخاری ج۴ ص۱۹۶ حدیث ۶۳۲۵)

(3) عصر کے بعد نہ سوئیں عقل زائل ہونے کا خوف ہے۔ فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: ''جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔'' (مسند ابی یعلی حدیث ۴۸۹۷ ج۴ ص۲۷۸)

(4) دوپہر کو قیلولہ (یعنی کچھ دیر لیٹنا) مستحب ہے۔ (عالمگیری ج۵ ص۳۷۶)

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: غالباً یہ ان لوگوں کے لیے ہوگا جو شبِ بیداری کرتے ہیں، رات میں نمازیں پڑھتے ذکرِ الٰہی کرتے ہیں یا کُتب بینی یا مطالعے میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہوئی قیلولے سے دَفع ہو جائے گی۔ (بہارِ شریعت حصہ۱۶ ص ۷۹ مکتبۃ المدینہ)

(5) دن کے ابتدائی حصے میں سونا یا مغرب وعشاء کے درمیان میں سونا مکروہ ہے۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۷۶)

(6) سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور (7) کچھ دیر سیدھی کروٹ پر سیدھے ہاتھ کو رخسار (یعنی گال) کے نیچے رکھ کر قبلہ رُو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر (اَیْضاً) (8) سوتے وَقت قَبْر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا سوا اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا (9) سوتے وقت یادِ خدا میں مشغول ہو تہلیل و تسبیح و تحمید پڑھے (یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ- سُبْحٰنَ اللہ- اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ کا ورد کرتا رہے) یہاں تک کہ سو جائے، کہ جس حالت پر انسان سوتا ہے اُسی پر اُٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اُسی پر اٹھے گا (اَیْضاً) (10) جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھئے:

مَدَنیّہ مَدَنیّہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔ (بخاری ج۴ص۱۹۶حدیث ۶۳۲۴)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

(11) اُسی وَقت اس کا پکّا ارادہ کرے کہ پرہیز گاری وتقویٰ کریگا کسی کو ستائے گا نہیں۔ (فتاوٰی عالمگیری ج۵ ص۳۷۶)

(12) جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سُلانا چاہیے بلکہ اس عُمر کا لڑکا اتنے بڑے (یعنی اپنی عمر کے) لڑکوں یا (اپنے سے بڑے) مَردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے (دُرِّمُختار، رَدُّالمُحتار ج۹ص۶۲۹)

(13) میاں بیوی جب ایک چار پائی پر سوئیں تو دس برس کے بچّے کو اپنے ساتھ نہ سُلائیں، لڑکا جب حدِ شَہوت کو پَہنچ جائے تو وہ مَرد کے حکم میں ہے (دُرِّمُختار ج۹ص۶۳۰)

(14) نیند سے بیدار ہو کر مِسواک کیجئے (15) رات میں نیند سے بیدار ہو کر تہجُّد ادا کیجئے تو بڑی سعادت ہے۔ سیِّدُ المُبلِّغین، رَحمۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''فرضوں کے بعد افضل نَماز رات کی نماز ہے۔''
(صَحِیح مُسلِم، ص۵۹۱ حدیث ۱۱۶۳)

ہر ہر مَدَنی پھول کو سنّتِ رسولِ مقبول علٰی صاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پر مَحمول نہ فرمایئے کہ ان میں سُنّتوں کے علاوہ بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبین سے منقول مَدَنی پھول کا بھی شُمول ہے۔ جب تک یقینی طور پر معلوم نہ ہو کسی عمل کو ''سنّتِ رسول'' نہیں کہہ سکتے۔

''اِثمد'' کے چار حُرُوف کی نسبت سے سُرمہ لگانے کے 4 مَدَنی پھول

(1) سُنَنِ ابن ماجہ کی روایت میں ہے '' تمام سُرموں میں بہتر سرمہ ''اِثمد'' (اِث۔مِد) ہے کہ یہ نگاہ کو روشن کرتا اور پلکیں اُگاتا ہے۔'' (سُنَن ابن ماجہ ج۴ص۱۱۵ حدیث ۳۴۹۷)

(2) پتھّر کا سُرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سرمہ یا کاجل بقصدِ زینت (یعنی زینت کی نیّت سے) مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (فتاوٰی عالمگیری ج۵ ص۳۵۹)

(3) سُرمہ سوتے وقت استِعمال کرنا سنت ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ج۶ص۱۸۰)

(4) سرمہ استعمال کرنے کے تین منقول طریقوں کا خلاصہ پیش خدمت ہے: (۱) کبھی دونوں آنکھوں میں تین تین سَلائیاں (۲) کبھی دائیں (سیدھی) آنکھ میں تین اور بائیں (الٹی) میں دو، (۳) تو کبھی دونوں آنکھوں میں دو دو اور پھر

آخِر میں ایک سَلائی کو سُرمے والی کرکے اُسی کو باری باری دونوں آنکھوں میں لگائیے۔ (انظر:شُعَبُ الْاِیمان،ج ۵ ص ۲۱۸ - ۲۱۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اس طرح کرنے سے اِن شاءَ اللہ تینوں پر عمل ہوتا رہے گا میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تکریم کے جتنے بھی کام ہوتے سب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سیدھی جانب سے شروع کیا کرتے، لہٰذا پہلے سیدھی آنکھ میں سُرمہ لگائیے پھر بائیں آنکھ میں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نماز کے احکام

”قِیامت میں سب سے پہلے نَماز کا سُوال ہوگا“ کے تیس حُروف کی نسبت سے تقریباً 30 واجبات

(۱) تکبیرِ تحریمہ میں لفظ ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہنا (۲) فَرضوں کی تیسری اور چوتھی رَکْعَت (رَکْ ۔عَت) کے علاوہ باقی تمام نَمازوں کی ہر رَکْعَت میں الحمد شریف پڑھنا، سُورت ملانا یا قرآنِ پاک کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا (۳) الحمد شریف کا سورت سے پہلے پڑھنا (۴) الحمد شریف اور سورت کے درمِیان ”اٰمِیْن“ اور ”بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم“ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھنا (۵) قِراء ت کے فوراً بعد رُکوع کرنا (۶) ایک سَجدے کے بعد بِالتّرتیب دوسرا سجدہ کرنا (۷) تَعدِیلِ ارکان یعنی رُکوع، سُجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک بار ”سُبْحٰنَ اللّٰہ“ کہنے کی مقدار ٹھہرنا (۸) قَومہ یعنی رُکوع سے سیدھا کھڑا ہونا (بعض لوگ کمر سیدھی نہیں کرتے اس طرح ان کا واجِب چھوٹ جاتا ہے) (۹) جَلسہ یعنی دو سَجدوں کے دَرمیان سیدھا بیٹھنا (بعض لوگ جلد بازی کی وجہ سے برابر سیدھے بیٹھنے سے پہلے ہی دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں اس طرح ان کا واجب ترک ہو جاتا ہے چاہے کتنی ہی جلدی ہو سیدھا بیٹھنا لازمی ہے ورنہ نَماز مکروہِ تحریمی واجِبُ الاعادہ ہو گی) (۱۰) قعدۂ اُولیٰ واجِب ہے اگرچِہ نَمازِ نفل ہو (دراصل دو نفل کا ہر قعدہ ”قعدۂ اخیرہ“ ہے اور فرض ہے اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رَکعَت کا

سجدہ نہ کرلے لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے۔")(بہارِ شریعت حصّہ ۴ ص ۵۲)اگر نفل کی تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو چار پوری کرکے سجدۂ سہو کرے ، سجدۂ سہو اس لئے واجِب ہوا کہ اگرچِہ نفل میں ہر دو رَکعَت کے بعد قعدہ فرض ہے مگر "تیسری یا پانچویں(علٰی ھذا القیاس) رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد قعدۂ اولیٰ فرض کے بجائے واجِب ہو گیا۔(ملخصاً طحطاوی ص ۴۶۶) (۱۱) فرض ، وِتر اور سنّتِ مُؤَکَّدہ میں تَشَہُّد (یعنی اَلتَّحِیّات) کے بعد کچھ نہ بڑھانا (۱۲) دونوں قَعدوں میں "تَشَہُّد" مکمّل پڑھنا۔ اگر ایک لفظ بھی چھوٹا تو واجِب ترک ہو جائے گا اور سَجدۂ سَہْو واجِب ہو گا(۱۳) فرض ، وِتْر اور سنّتِ مُؤَکَّدہ کے قعدہ اُولیٰ میں تَشَہُّد کے بعد اگر بے خیالی میں " اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍیااَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا "کہہ لیا تو سجدہ سَہْو واجِب ہو گیا اور اگر جان بوجھ کر کہا تو نَماز لوٹانا واجب ہے (الدرالمختار، ردالمحتار ج ۲ ص ۲۶۹) (۱۴) دونوں طرف سلام پَھیرتے وقت لفظ "اَلسَّلامُ" دونوں بار واجِب ہے۔ لفظ" علیکم " واجب نہیں بلکہ سنّت ہے (۱۵) وِتر میں تکبیرِ قُنُوت کہنا الدرالمختار، ردالمحتار ج ۲ ص ۱۸۱، عالمگیری ج ۱ ص ۷۱)

کلام امیر اہلسنت

عطا کر دو مدینے کی اجازت یارسولَ اللّٰہ

عطا کر دو مدینے کی اجازت یارسولَ اللّٰہ	کروں میں سبز گنبد کی زیارت یارسولَ اللّٰہ
کچھ ایسا ہو کرم ماہِ رسالت یارسولَ اللّٰہ	کروں اللّٰہ کی دل سے عبادت یارسولَ اللّٰہ
صَحابہ کا گدا ہوں اور اہلِ بیت کا خادِم	یہ سب ہے آپ ہی کی تو عنایت یارسولَ اللّٰہ
تمہارا فضل ہے جو میں غلامِ غوث و خواجہ ہوں	نہ ہو کم اولیا کی دل سے الفت یارسولَ اللّٰہ
اُسی احمد رضا کا واسِطہ جو میرے مرشِد ہیں	عطا کر دو مجھے اپنی محبت یارسولَ اللّٰہ
مدینہ میٹھا میٹھا ہے مدینہ پیارا پیارا ہے	مدینے سے مجھے بے حد ہے الفت یارسولَ اللّٰہ
میں ہوں سُنّی رہوں سُنّی مروں سُنّی مدینے میں	بقیعِ پاک میں بن جائے تُربَت یارسولَ اللّٰہ
نَمازوں میں مجھے ہرگز نہ ہو سستی کبھی آقا	پڑھوں پانچوں نَمازیں باجماعت یارسولَ اللّٰہ
بڑے بھائی بہن کا میں کہا مانا کروں ہر دم	کروں ماں باپ کی دن رات خدمت یارسولَ اللّٰہ
بڑے جتنے بھی ہیں گھر میں ادب کرتا رہوں سب کا	کروں چھوٹے بہن بھائی پہ شفقت یارسولَ اللّٰہ
میں سب سے "آپ" کہہ کر پیار سے باتیں کروں آقا	جِھڑکنے کی ہو میری دور عادت یارسولَ اللّٰہ
ادب استادِ دینی کا مجھے آقا عطا کر دو	دل و جاں سے کروں اُن کی اطاعت یارسولَ اللّٰہ
کرم کر دو کہ میرا حافِظہ مضبوط ہو جائے	نہ ہو استاد کو مجھ سے شکایت یارسولَ اللّٰہ
میں گانے باجوں اور فلموں ڈِراموں کے گنہ چھوڑوں	پڑھوں نعتیں کروں اکثر تلاوت یارسولَ اللّٰہ

اشارے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سبق نمبر6

گفتگو میں استعمال ہونے والے الفاظ

1	میں	8	کیا	15	پیچھے
2	آپ	9	شروع	16	قریب
3	ہم	10	آخر	17	دونوں
4	وہ	11	پہلے	18	اور
5	یہ	12	دوبارہ	19	میرا
6	کون	13	اوپر	20	ساتھ ساتھ
7	کیوں	14	نیچے		

رنگ برنگے مدنی پھول:

ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ مدنی انعامات کی آسانیاں + بغیر پڑھے لکھے فکر مدینہ کیسے کریں؟

لعنت کرنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

عاشقِ اعلٰی حضرت، امیرِ اَہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ضیائے دُرود وسلام میں فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نقل فرماتے ہیں ''جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہداء کے ساتھ رکھے گا۔ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۲۵۳ رقم الحدیث ۱۷۲۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

زبان کی آفات میں سے ایک آفت لعنت کرنا بھی ہے اور پھر لعنت کرنا چاہے حیوانات پر ہو، جمادات پر

ہو یا پھر انسانوں پر ہو سب قابل مذمت ہے۔

لعنت کی مذمت پر مشتمل چھ فرامین مصطفٰے:

(1)...اَلْمُؤْمِنُ لَيْسَ بِلَعَّانٍ یعنی مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔[1]

(2)...لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللهِ وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِجَهَنَّم یعنی ایک دوسرے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے غضب اور جہنم کی لعنت نہ بھیجو۔[2]

حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جو قوم بھی ایک دوسرے پر لعنت بھیجتی ہے ان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عذاب ثابت (یعنی واجب) ہو جاتا ہے[3]۔

(3)... حضرت سیِّدُنا عمران بن حُصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی سفر میں تھے۔ایک انصاری عورت بھی اپنی اونٹنی پر سُوار تھی کہ اچانک اونٹنی مُضطرِب ہو گئی تو اس نے اس پر لعنت کی۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس پر سے سامان اتار لو اور اسے بغیر سامان کے خالی چھوڑ دو کیونکہ یہ ملعونہ (یعنی لعنت کی گئی) ہے۔حضرت سیِّدُنا عمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: گویا میں اس اونٹنی کو لوگوں کے درمیان چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں لیکن کوئی اس پر سامان نہیں رکھتا۔[4]

1...سنن الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب ماجاء فی اللعنة، ۳/ ۳۹۳، حدیث: ۱۹۸۴

2...سنن الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب ماجاء فی اللعنة، ۳/ ۳۹۳، حدیث: ۱۹۸۳

3... حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اس فرمان میں تلاعن سے مراد وہ لعان ہے جو مرد و عورت کے مابین ہوتا ہے وہ لعنت مراد نہیں جو لوگ اپنی گفتگو میں ایک دوسرے کو کرتے ہیں۔(اتحاف السادۃ المتقین، ۹/ ۱۹۷)

4...مسلم، کتاب البر و الصلة و الاداب، باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا، ص۱۳۹۹، حدیث: ۲۵۹۵

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب بھی کوئی شخص زمین پر لعنت بھیجتا ہے تو زمین کہتی ہے: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس پر لعنت فرمائے جو ہم میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا زیادہ نافرمان ہے۔

کیا صدیق بھی لعنت کرنے والا ہوتا ہے؟

(4)...اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ حُضور نبیّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے والدِ ماجِد حضرت ابو بکر صِدِّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنے کسی غلام کو لعنت کرتے سنا تو ان کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ”اے ابو بکر! کیا صدیق بھی لعنت کرنے والا ہوتا ہے، ربِّ کعبہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔“ آپ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ چنانچہ والدِ ماجِد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسی دن اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔

(5)...لعنت کرنے والوں کو بروزِ قیامت نہ مرتبۂ شفاعت ملے گا اور نہ ہی وہ (سابقہ امتوں پر) گواہ بنیں گے۔

(6)...حضرت سیِّدُنا انَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک شخص رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہم سفر تھا، اس نے اپنے اونٹ کو لعنت کی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے اللّٰہ کے بندے! ہمارے ساتھ ملعون (یعنی لعنت کئے گئے) اونٹ پر نہ چلو۔[5]

یہ بات آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لعنت کے فعل سے منع کرنے کے لئے ارشاد فرمائی۔

5...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۲۳۶، حدیث: ۳۹۰

لعنت کی تعریف:

لعنت کا مطلب ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ (کی رحمت) سے دھتکارنا اور دور کرنا اور یہ صرف اس شخص پر جائز ہے جس کے اندر اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے دور کرنے والی صِفَت پائی جاتی ہو اور وہ صِفَت کُفر اور ظُلْم ہے۔ لعنت کرنے میں اس طرح کہے کہ ظالموں اور کافروں پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی لعنت۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول غیب پر مطلع ہوتا ہے:

اس سلسلے میں اسے چاہئے کہ شریعت کے بیان کردہ الفاظ کی پیروی کرے کیونکہ لعنت میں خطرہ ہے اس لئے کہ اس میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر اس بات کا حکم لگانا ہے کہ اس نے ملعون کو (اپنی رحمت سے) دور کردیا ہے۔ یہ معاملہ تو غیب ہے جس پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ یا پھر اس کے بتائے سے اس کا رسول مُطَّلَع ہو سکتا ہے۔

لعنت کا تقاضا کرنے والی صفات:

لعنت کا تقاضا کرنے والی صفات تین ہیں: (۱) کُفر (۲) بِدْعَت (۳) فِسْق اور ہر صِفَت میں تین دَرَجے ہیں:

✌...پہلا درجہ: عمومی وصف کے ساتھ لعنت کرنا جیسے یہ کہنا: کافِروں، بِدْعَتیوں اور فاسِقوں پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی لعنت۔

✌...دوسرا درجہ: ایسے وصف کے ساتھ لعنت کرنا جو عمومی وصف سے خاص ہو جیسے یہ کہنا: یہود، نصارٰی، مجوسیوں، قَدَرِیوں، خارجیوں اور رافِضیوں پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی لعنت یا زانیوں، ظالِموں اور سُود کھانے والوں پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی لعنت۔

عوام کو بدمذہب پر لعنت کرنا منع ہے:

یہ دونوں طریقے جائز ہیں البتہ مختلف قسم کے بد مذہبوں پر لعنت کرنے میں خطرہ ہے کیونکہ بدعت کی مَعْرِفَت پوشیدہ اَمْر ہے اور اس سلسلے میں کوئی لفظ شریعت میں وارد نہیں ہے، لہٰذا عوام کو اس سے منع کرنا

چاہئے کیونکہ اگر وہ بدمذہبوں پر لعنت بھیجیں گے تو وہ بھی جواب میں ان پر لعنت کریں گے اور یہ بات لوگوں کے مابین جھگڑے اور فساد کا باعث بنے گی۔

✌... تیسرا درجہ: معین و مخصوص شخص پر لعنت کرنا اور اس میں خطرہ ہے۔ مثلاً زید کافر یا فاسق یا بدعتی ہے اور تم کہو: زید پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت۔

مخصوص شخص پر لعنت کرنے کے متعلق تفصیل:

تفصیل اس بارے میں یہ ہے کہ جس شخص کے لئے شریعت میں لعنت ثابت ہو اس پر لعنت بھیجنا جائز ہے جیسے کوئی کہے کہ فرعون پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت، ابو جہل پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت کیونکہ ان کا کفر پر مرنا شرعاً ثابت اور معلوم ہے۔ جہاں تک ہمارے زمانے میں کسی مُعَیَّن شخص پر لعنت کرنے کا تعلّق ہے مثلاً: زید یہودی ہے اور تم کہو: زید پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت تو اس میں خطرہ ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ مسلمان ہو جائے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مُقرَّب ہو کر مرے تو اس کے ملعون ہونے کا فیصلہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

ایک سوال اور اس کا جواب:

اگر کوئی یہ کہے کہ کافر پر لعنت کرنا درست ہونا چاہئے کیونکہ لعنت کے وقت وہ کافر ہے جیسا کہ مسلمان کے لئے رَحِمَہُ اللہ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر رحم فرمائے) کہا جاتا ہے کیونکہ وہ موجودہ وقت میں مسلمان ہے حالانکہ اس کا مرتد ہو جانا بھی ممکن ہے؟

جواب: جان لیجئے! ہمارا کسی مسلمان کو رَحِمَہُ اللہ کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو اسلام پر جو کہ رحمت کا سبب ہے اور عبادت پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔ یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کافر کو کفر پر ثابت قدم رکھے جو کہ لعنت کا سبب ہے کیونکہ یہ کفر کا سوال ہے اور یہ سوال از خود کفر

ہے البتہ یوں کہنا جائز ہے کہ اگر یہ کفر پر مرے تو اس پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی لعنت اور اگر اسلام پر اس کی موت واقع ہو تو اس پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی لعنت نہ ہو مگر چونکہ ایمان یا کفر پر خاتمے کا تعلّق عِلمِ غیب سے ہے اور مطلق لعنت کرنے میں کوئی جِہَت مُتَعَیَّن نہیں ہوتی لہٰذا اس میں بھی خطرہ ہے اور لعنت نہ کرنے میں کوئی خطرہ نہیں۔ جب آپ نے کافر کے متعلق یہ بات جان لی تو زیدا گر فاسق یا بدعتی ہے تو اس پر لعنت کرنے سے بدرجہ اَولیٰ بچنا چاہئے۔ معلوم ہوا مُعَیَّن افراد پر لعنت کرنے میں خطرہ ہے کیونکہ ان کی حالت بدلتی رہتی ہے سوائے یہ کہ جن کے متعلق رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خبر دے دیں (ان پر لعنت کرنے میں خطرہ نہیں) کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کسی شخص کے کفر پر مرنے کی خبر دینا درست ہے اور اسی لئے آپ نے معین لوگوں پر لعنت فرمائی۔ چنانچہ آپ نے قریش کے خلاف اپنی دعا میں کہا: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! ابوجہل بن ہِشام اور عُتبہ بن رَبیعہ کی پکڑ فرما۔[6] اور بَدْر کے دن کفر پر مرنے والی ایک جماعت کے خلاف بھی دعا کی کیونکہ ان کے انجام کی آپ کو خبر تھی مگر جن کے انجام سے آپ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی طرف سے باخبر نہ تھے ، ان کے متعلق جب آپ نے لعنت کی تو آپ کو اس سے روک دیا گیا جیسا کہ مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک مہینے تک (نمازِ فجر کے اندر) دعائے قنوت میں بئرِ معونہ والوں کے قاتلوں پر لعنت بھیجتے رہے[7] تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ(۱۲۸) (پ۴، اٰل عمران: ۱۲۸)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا اُن پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔

6...بخاری، کتاب الوضوء، باب اذا القی علی ظھر المصلی...الخ، ۱/ ۱۰۳، حدیث: ۲۴۰

7...مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاۃ...الخ، ص ۳۴۰، حدیث: ۶۷۷

یعنی ہو سکتا ہے کہ وہ اسلام لے آئیں آپ نے کیسے جان لیا کہ یہ لوگ ملعون ہیں؟ اسی طرح جن کا کفر پر مرنا ہم پر واضح ہو ان پر لعنت بھیجنا اور ان کی مذمت کرنا جائز ہے جبکہ اِس میں کسی مسلمان کو اَذِیَّت نہ ہو ورنہ جائز نہیں۔ جیسا کہ مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم طائف تشریف لے جاتے ہوئے ایک قبر کے پاس سے گزرے تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس کے متعلق استفسار فرمایا تو انہوں نے عرض کی: یہ اس شخص کی قبر ہے جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کے رسول کا نافرمان و باغی تھا اور وہ سعید بن عاص تھا تو اس کے بیٹے عمرو بن سعید کو غصہ آیا اور انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ اس شخص کی قبر ہے جو ابو قحافہ سے زیادہ کھانا کھلاتا تھا اور اس سے زیادہ بہادر تھا۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ مجھ سے اس قسم کی بات کہہ رہے ہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا: ابو بکر سے اپنی زبان روک لو۔ چنانچہ وہ چلے گئے پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف مُتَوَجِّہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! جب تم کفار کا ذکر کرو تو عمومی لفظ کے ساتھ کیا کرو، جب مخصوص شخص کا ذکر کرو گے تو آباء واجداد کی وجہ سے بیٹوں کو غصہ آئے گا۔[8] چنانچہ لوگ ایسے فعل سے رک گئے۔

اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو:

ایک شخص کو شراب پینے کے سبب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس میں کئی مرتبہ حد لگائی گئی۔ کسی نے کہا: اس پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی لعنت ہو کتنی بار اسے حد کے لئے لایا گیا (پھر بھی باز نہیں آتا) تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو۔ ایک

8...الزھد لھناد بن السری، باب من کرہ سب الموت، الجزء الثانی، ص۵۶۱، حدیث:۱۱۶۸

روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کہو کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔[9]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لعنت سے روکنا اس بات پر دلیل ہے کہ کسی فاسق کو معین کر کے لعنت بھیجنا جائز نہیں۔

خلاصۂ بحث:

خلاصہ یہ ہے کہ مُعَیَّن اشخاص پر لعنت کرنے میں خطرہ ہے لٰہذا اس سے بچنا چاہئے۔ جب شیطان پر لعنت نہ کرنے میں کوئی خطرہ نہیں تو کسی دوسرے پر لعنت نہ کرنے میں کیونکر خطرہ ہوگا۔

کفر کی تہمت لگانا:

دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص دوسرے پر کُفر اور فِسْق کی تُہمَت لگائے اور وہ شخص ایسا نہ ہوا تو وہ تہمت کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔

مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی دوسرے کے کفر پر ہونے کی گواہی دیتا ہے تو کفر ان دونوں میں سے ایک کی طرف لوٹتا ہے اگر وہ شخص کافر ہو تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور اگر کافر نہ ہو تو اس کی تکفیر کرنے کے سبب کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔[10]

شرح حدیث:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اسے دوسرے شخص کے مسلمان ہونے کا علم ہے پھر بھی اسے کافر قرار دے اور اگر کسی بدعت وغیرہ کے سبب اس کے کافر ہونے کا اسے گمان ہو تو وہ خطاکار ہوگا کافر نہیں ہوگا۔

9...بخاری، کتاب الحدود، باب مایکرہ من لعن شارب الخمر... الخ، ۴/ ۳۳۰، حدیث: ۶۷۸۰، ۶۷۸۱

10...مساوئ الاخلاق للخرائطی، باب مایکرہ من لعن المؤمن وتکفیرہ، ص ۲۵، حدیث: ۱۸

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا : میں تمہیں مسلمان کو گالی دینے اور عادل امام کی نافرمانی کرنے سے روکتا ہوں۔[11]

فوت شدہ لوگوں کو بُرا بھلا کہنے کا بہت سخت حکم ہے۔ چنانچہ

مُردوں کو برا نہ کہو:

حضرت سیِّدُنا مَسروق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بیان کرتے ہیں کہ میں اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا : فلاں کا کیا حال ہے اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لَعنَت؟ میں نے عرض کی : اس کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ نے فرمایا : اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہو۔ میں نے عرض کی : اس کی کیا وجہ ہے؟ (کہ پہلے لعنت اور اب رحمت کی دعا) تو آپ نے فرمایا : رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے : مُردوں کو برا مت کہو کہ وہ اپنے کئے کو پہنچ چکے۔[12]

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا : مُردوں کو بُرا نہ کہو کہ اس کے باعث زندوں کو ایذا پہنچتی ہے۔[13]

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بُرا بھلا کہنے کی مَذمَّت:

رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا : اے لوگو! میرے صحابہ، میرے رُفقا اور میرے سسرالی رشتہ داروں کے معاملے میں میری عزت و حُرمت کا لحاظ رکھو اور

11...مساوئ الاخلاق للخرائطی، باب مایکرہ من سب الناس وتناول اعراضھم، ص ۳۰، حدیث: ۳۰

12...بخاری، کتاب الجنائز، باب ماینھی من سب الاموات، ۱/ ۴۷۰، حدیث: ۱۳۹۳

13...سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الشتم، ۳/ ۳۹۵، حدیث: ۱۹۸۹

انہیں برا بھلا نہ کہو ، اے لوگو! جب مرنے والا مر جائے تو اس کا بھلائی سے تذکرہ کرو۔[14]

دو کَلِمات:

حضرت سیّدُنا مکی بن ابراہیم عَلَیہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الرَّحِیم فرماتے ہیں: ہم حضرت سیّدُنا ابْنِ عَوْن رَحْمَۃُاللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہِ کی خدمت میں حاضر تھے۔(بصرہ کے امیر اور قاضی) بلال بن ابی بردہ کا ذکر آیا تو لوگ اس پر لعنت کرنے لگے اور برا بھلا کہنے لگے۔ حضرت ابن عون رَحْمَۃُاللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہِ خاموش رہے تو لوگوں نے کہا: اے ابن عون! ہم اس کی مذمت اس لئے کر رہے ہیں کہ اس نے آپ کے ساتھ برا سلوک کیا۔ حضرت ابن عون رَحْمَۃُاللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہِ نے سنا تو ارشاد فرمایا: بروز قیامت میرے نامۂ اعمال سے دو کلمات " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ "اور "فلاں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت" نکلیں اس کے بجائے مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ میرے نامۂ اعمال سے صرف " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" نکلے۔

لعنت کرنے والا نہ بننا:

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: مجھے نصیحت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا: میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ لعنت کرنے والا نہ بننا۔[15]

حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ہر طعنہ دینے والا اور لعنت کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

مومن کو لعنت کرنا قتل کے برابر ہے:

منقول ہے کہ مومن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے برابر ہے۔ حضرت سیّدُنا حماد بن زید رَحْمَۃُاللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہِ اسے روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اگر میں کہوں کہ یہ مرفوع (یعنی یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ

14...مساوئ الاخلاق للخرائطی، باب ما یکرہ من سب الاموات، ص ۶۱، حدیث ۱۰۰

15...المعجم الکبیر، ۲/ ۲۸۳، حدیث: ۲۱۸۰

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مروی) ہے تومَیں اس میں حرج نہیں جانتا۔[16]

حضرت سیِّدُنا ابو قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: منقول ہے کہ جو شخص کسی مومن پر لعنت کرتا ہے تو گویا وہ اسے قتل کرتا ہے۔ یہ بات حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بھی مروی ہے۔

شر کی دعا کرنا بھی لعنت کے قریب ہے:

کسی شخص کے خلاف شر کی دعا کرنا بھی لعنت کے قریب قریب ہے حتّٰی کہ ظالم کے خلاف دعا کرنا بھی اس کے قریب ہے مثلاً کسی کا یہ کہنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ فُلاں سے اس کی بیماری دور نہ کرے اور اسے (آفات وغیرہ) سے محفوظ نہ رکھے یا اس قسم کے دوسرے الفاظ کہنا، قابل مذمت ہے۔

حدیث شریف میں ہے: اِنَّ الْمَظْلُوْمَ لَیَدْعُوْ عَلَی الظَّالِمِ حَتّٰی یُکَافِئَہٗ ثُمَّ یَبْقٰی لِلظَّالِمِ عِنْدَہٗ فَضْلَۃٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مظلوم ظالم کے خلاف دعا کر کے اپنا بدلہ لے لیتا ہے پھر ظالم کے لئے بروز قیامت کچھ زیادتی باقی رہ جاتی ہے (جبکہ مظلوم بدلہ لینے میں بڑھ جائے)۔[17]

16...بخاری، کتاب الادب، باب من کفر اخاہ بغیر تاویل... الخ، ۴/۱۲۸، حدیث: ۶۱۰۵

17...تذکرۃ الموضوعات، باب الامام العادل والظالم... الخ، ص ۱۸۴

تصورِ مرشد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اَہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ضیائے دُرُود وسلام میں فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نقل فرماتے ہیں "بے شک تمہارے نام بمع شناخت مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں لہٰذا مجھ پر اَحسن (یعنی خوبصورت الفاظ میں) دُرُودِ پاک پڑھو۔ (مصنف عبدالرزاق ج۲ص۲۱۴رقم الحدیث ۳۱۱۱مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تصور کی دلیل

تِرمذی شریف (ج۵،ص۵۰۳،رقم۸) میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت موجود ہے! کہ انہوں نے اپنے ماموں ہند بن اَبی ہالہ رضی اللہ عنہ سے نبیِ مکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا حلیہ مبارکہ پوچھا! تا کہ وہ اپنے ذہن میں محفوظ کر سکیں۔
عُلَماءِ کِرام اس حدیث سے تصورِ شیخ کی دلیل لیتے ہیں۔مزید احادیث سے بھی یہ ثابت ہے! کہ صحابی ایسی حدیث بیان کرتے وقت فرماتے ہیں!"گویا میں رسولُ اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ

واٰلہٖ وسلم کو دیکھ رہاہوں"(صحیح البخاری ، رقم ۶۹۲۹ ، ج۴ ،ص ۳۸۰)
مواہب اللدنیہ اور کتب فقہ میں بھی اس بات کی تصریح موجود ہے، کہ روضۂ رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حاضری کے وقت زائر کو چاہیئے ، کہ حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چہرہ اقدس کا تصور کرے۔ان تمام دلائل سے بھی تصورِ شیخ کا ثُبوت ملتا ہے۔(المواھب اللدنیہ ، المقصد العا شر ،الفصل الثانی من آداب الزیادۃ ، ج ۴ ، ص ۵۸۱)

تَصوّر میں آسانی کیلئے

یاد رہے! کہ جب تک مرید اپنے مرشِد کی ذات میں اپنے آپ کو گم نہیں کرلے گا۔آگے راستہ نہیں پاسکے گا۔تصورِ مرشِد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے مرید کو چاہئیے کہ اپنے دل میں مرشِد کی مَحبت کو خوب بڑھائے۔جتنی مَحبت زیادہ ہوگی ، اتنا ہی مرشِد کے تصور میں آسانی ہوگی۔مرشِد کی ذات کو اپنی سوچ کا محور بنانے کی کوشش کرے، مرشِدکامل کے ہرہر انداز، ہرہر عادت اور انکے ہر عمل کو بغور دیکھے اور اسے خود بھی اپنانے کی کوشش کرے۔ہر وقت اس کے گمان میں مرشِد کا جلوہ سمایا رہے۔چلے تو انکے انداز میں، بیٹھے تو سوچے کہ میرے مرشِد اسطرح بیٹھتے ہیں، کھانا کھائے تو ان کا انداز اپنائے۔
جہاں موقع ملے مرشِد کی باتیں بیان کرے، ان کے ملفوظات شریف کی اشاعت کرے، ان سے ظاہر ہونے والی بَرَکتوں کا خوب تذکرہ کرے !کہ یہ پیرو مرشِد سے مَحبت کی دلیل ہے۔جامع صغیر میں ہے کہ جس چیز سے جتنی زیادہ مَحبت ہوتی ہے۔اس کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے۔(الجامع الصغیر مع فیض القدیر ، حرف المیم ، رقم ۸۳۱۲ ، ج ۶ ،ص ۴۰)

مَحبوب کا ذکر

شَیخ عبدالحق محدث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہ اَخبارُ الاخیار کے مقدمہ میں ارشاد فرماتے ہیں ! کہ عاشق کو اپنے مَحبوب کا تذکرہ اچھا لگتا ہے، اور مَحبوب بھی عاشق کا ذکر کر نا پسند کرتا ہے ۔ان بُزُرگوں کا تذکرہ ایسی عبادت ہے، جسے ہر آدمی ہر حال میں ادا کرسکتا ہے اور اس طرح اسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب نصیب ہوسکتا ہے۔یعنی جب مرید کے ذہن میں ہر وقت مرشِد کا خیال رہے گا اوروہ اپنے مرشِدِ کامل کاذکرِ خیر کرتا رہے گا تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ذہن تصور کے لیے تیار ہوتا چلا جائے گا۔(اخبار الاخیار ، ص ٦)

ضَروری بات مگر یہ یاد رہے! کہ منزلِ مراد تک وہ ہی شخص پہنچ سکتا ہے۔جو ہرہر لمحے مرشِدِ کامل کا اَدَب ملحوظ رکھے۔چاہے سامنے ہو یا دور ،ورنہ مرشِدِ کامل کے فیض سے مَحروم رہے گا۔اسلئے مرید کو چاہیے !کہ وہ اپنے مرشِد کی طَبِیْعَت سے واقف ہو۔تاکہ انکے خلافِ مزاج کوئی کام نہ صادر ہو جائے۔بلکہ اپنے آپ کو ان کاموں میں زیادہ سے زیادہ مشغول رکھے جن کاموں کومرشِدِ کامل پسند فرماتے ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مثلاً پیرو مرشِد بڑوں کی اطاعت، سنجیدگی اور قفلِ مدینہ (یعنی زبان، نگاہ بلکہ اپنے ہرعُضْوْکو اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نافرمانی والے کاموں سے بچانے کی کوشش) کو پسند فرماتے ہوں، تو ان کی پسندلازمی اپنائے اور مرشِد کے عطا کردہ نظام بالخصوص مرکزی مجلسِ شوریٰ و دیگر مجالس اور جس کے بھی ماتحت ہیں ان کی اِطاعت کرے، اور سنجیدہ رہنے کی کوشش کرے۔ورنہ زیادہ بولنے والا یا فُضول باتوں کا عادی الٹا نقصان اٹھا سکتا ہے۔اسی طرح اگر مرشِدِ کامل کا دل اس مرید سے زیادہ خوش ہوتا ہے،۔جو

یہ ذہن رکھتا ہو! کہ " مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے" تو مرید اگر مرشِد کامل سے خصوصی فیض کا طلبگار ہے' تو اسے اپنے پیرو مرشِد کی خواہش کے مطابق اپنے شب و روز مَدَنی انعامات کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے مَدَنی قافلوں میں سفر کو اپنا معمول بنائے اوردیگر مَدَنی کاموں کی ترقی کیلئے کوشش میں وقت گزارے کہ اس سے پیرومرشِد کا دل خوش ہوگا۔اور وہ اس مرید پر توجہ خاص سے ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ تصور کے راستے کی تمام رکاوٹیں دورفرمادیگا۔پھروہ خوش نصیب مرید ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ با آسانی تصورِ مرشِد کا مقصد (یعنی اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رضا والی زندگی) پالے گا۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے

انسان کو کامیاب زندگی گزار نے کیلئے یہ تصور رکھنا ضَروری ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے دیکھ رہا ہے تاکہ یہ مَدَنی تصور اسے گناہوں سے روکے' اور نیکی کی راہ میں رَاہنمائی کرے۔قرآنِ پاک میں کئی جگہ اس " مَدَنی تصور" کی طرف دھیان دلایا گیا ہے۔

"چل مدینہ"کے سات حُرُوف کی نسبت سے"7قرآنی آیات"

{۱}اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا

(ترجمہ کنزالایمان) بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔(النساء ۱ پ ۴)

{۲}اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى

(ترجمہ کنزالایمان) کیا نہ جانا! کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔(العلق ۴ ۱ پ ۳۰)

{۳}اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ

(ترجمہ کنزالایمان) بے شک تمہارے ربّ کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔(الفجر۱۴ پ۳۰)

{۴}وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

(ترجمہ کنزالایمان) اور وہ تمہارے ساتھ ہے' تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔(سورہ الحدید: ۴ 'پ۲۷)

{۵}يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ

(ترجمہ کنزالایمان) اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جوکچھ سینوں میں چھپا ہے(سورہ مومن:۱۹ پ ۲۴)

{۶}إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

(ترجمہ کنزالایمان) اوربے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔(سورہ الحشر۱۸ پ ۲۸)

{۷}إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

(ترجمہ کنزالایمان) بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔(سورہ البقرہ۱۱۰ پ ۱)

مذکورہ آیات سے پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ سب کو دیکھ رہا ہے' وہ آنکھوں کی چوری اور سینوں میں چُھپی ہوئی باتیں بھی جانتا ہے اور اس کا عِلْم ہر شے پرحاوی ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ کی ان صفات پر مستحکم یقین پیدا کرنے اور اس یقین کے ذریعے اپنی بد حالی کی اصلاح کیلئے' یہ تصور جمانا کہ" اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دیکھ رہا ہے" بے حد ضَروری ہے۔

سرکا رمدینہ' راحتِ قلب وسینہ' فیض گنجینہ 'صاحبِ معطر پسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہوسکے ' تو یہ ضَرور یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے" (صحیح البخاری رقم ۵۰ 'ج ۱ 'ص ۳۱)

حقیقی کامیابی مگر انسان کے لئے بے دیکھے تصور مشکل ہوتا ہے' کیونکہ نہ تو ہم نے اپنے پیارے رب عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا اور نہ ہی اپنے پیارے پیارے آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت کی۔ہمیں اپنے پیارے پیارے شہد سے بھی میٹھے مرشِد سے مَحبت بھی اسی لئے ہے ' اور ہم ان سے عقیدت بھی اسی لئے رکھتے ہیں۔کہ یہ اللہ و رسول (عَزَّوَجَلَّ و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کے پیارے ہیں۔

اس لحاظ سے اگر اپنے پیرو مرشِد کا تصور کرنے کی کوشش کی جائے' تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ شکل مبارکہ آئینہ حق نما بن جائے گی۔کچھ عرصے کوشش کے بعد ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ(تصور مرشِد کی برکت سے) اس سے تصور مصطفٰی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم حاصل ہوگا ' اور پھرپاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی صفات پر بھی دھیان جم ہی جائے گا' جو کہ ہمارا اصل مقصود ہے۔پھر ہمیں ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ کامل تصور بھی حاصل ہوجائے گا! کہ " اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دیکھ رہا ہے" اور یہ تصور ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں گناہوں سے بچنے میں بھی مدد دے گا۔اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا والے کاموں میں بھی لگادے گا۔اور یہ ہی اصل کامیابی ہے۔امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرَحمۃ فرماتے ہیں! " تصورِ مرشِد"کا قائم ہو جانا پیرومرید کے درمیان کامل نسبت کی علامت ہے' اور بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں پہنچنے کا کوئی راستہ اس سے زیادہ قریب کا نہیں ہے۔(مکتوبات جلدسوم)

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے " انتباہ فی سلاسل اولیااللہ " میں'اوراعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے " الیاقوت الواسطہ میں"تصورِ شَیخ اور تصورِ مصطفٰی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو خدا تک پہنچنے کا راستہ بتایا ہے"(اسلئے) کہ تَصَوُّف میں تصور مرشِد کے ذریعے

روحانی تربیت ہوتی ہے۔(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ، ص ۴۱، ۴۲)

منقبت

”پھر توجہ بڑھا میرے مرشِد عطّار پیا“ دامت بَرَکاتُہُمُ العالِیہ کے

26حروف کی نسبت سے ”چھبیس“ اشعار

پھر توجہ بڑھا میرے مرشِد پیا	نظریں دل پہ جما میرے مرشِد پیا
نفس حاوی ہوا حال میرا برا	تجھ سے کب ہے چُھپا میرے مرشِد پیا
اب لے جلدی خبر تیری جانب نَظَر	میں نے لی ہے لگا میرے مرشِد پیا
سخت دل ہو چلا اب کیا ہو گا میرا	اب دے دل کو جِلا میرے مرشِد پیا
تیری بس اک نَظَر دل پہ ہو جائے گر	پائے گا یہ شِفاء میرے مرشِد پیا
ایسی نظریں جھکیں پھر کبھی نہ اُٹھیں	دے دے ایسی حیا میرے مرشِد پیا
گر میں چپ نہ رہا بولتا ہی رہا	نامہ ہو گا سیاہ میرے مرشِد پیا
ایسا غم دے مجھے ہوش ہی نہ رہے	مست اپنا بنا میرے مرشِد پیا
ہر بُرے کام سے خواہش نام سے	دور رکھنا سدا میرے مرشِد پیا
مجھ گنہگار کو اس ریاکار کو	تو ہی مخلص بنا میرے مرشِد پیا